نمبر ۱۶ | مورخہ ۲۳ر اگست سنہ ۱۹۲۹ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۷ر ربیع الاول سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ خاندان نبوت میں بھی خیریت ہے ٭

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ابھی کشمیر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ اخیر ستمبر تک وہاں قیام فرمائیں گے ٭

آج (۲۰ر اگست) تھوڑی دیر تک اچھی بارش ہوئی۔ موسم میں خنکی پیدا ہو گئی ہے۔ مزید بارش کی امید ہے۔ مطلع ابر آلود ہے ٭

۱۸ر اگست۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری وگیانی واحد حسین صاحب مونگ کے جلسہ سے واپس آ گئے ٭

۱۵ر اگست۔ مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول میں رخصتیں ہو گئیں اور بہت سے طلباء اپنے اپنے گھروں میں رخصتیں گذارنے کے لئے چلے گئے۔

۲۰ر اگست۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل کودہی کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں غیر مبایعین اور غیر احمدیوں سے مباحثات ہوں گے ٭

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ یاڑی پورہ (کشمیر) کے جلسہ میں

۴۶ مرد و زن نے احمدیت قبول کی

۱۵ر اگست حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب، مولوی قمر الدین صاحب، مولانا عبد الرحیم صاحب درد جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بذریعہ موٹر تشریف لے گئے۔ تھوڑا سا رستہ گھوڑوں پر طے کیا گیا۔ احباب جماعت احمدیہ نے جو ارد گرد کے دیہات سے بھی آئے ہوئے تھے شاندار استقبال کیا۔ جلسہ گاہ جو مسجد احمدیہ کے صحن میں بنائی گئی تھی خوب سجائی گئی۔ اور مختلف مقامات پر محراب بنائے گئے۔ پونے دو بجے کے قریب پہنچنے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نمازیں پڑھائیں۔ پھر کھانا تناول فرمایا۔ بعد ازاں نبی کے زمانہ میں چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں۔ اور بڑے چھوٹے۔ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس ذکر میں صحابہ کرام کی مثالیں پیش کرتے ہوئے احمدی احباب کو ترقی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور خدمت اسلام تبلیغ احمدیت اور بچوں کی تعلیم پر خاص زور دیا ٭

حضور کی تقریر کے بعد مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل نے تقریر کی۔ اور حضور ایک احمدی بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ جہاں پندرہ کے قریب عورتوں نے بیعت کی۔ پھر مسجد میں مردوں نے بیعت کی۔ جن میں سے نئے بیعت کرنے والوں کی تعداد ۳۹ ہے ٭

۷ بجے کے قریب حضور واپسی کے لئے روانہ ہوئے۔ جماعت کے بہت سے احباب دور تک ساتھ آئے۔ رات کے دس بجے حضور سری نگر پہنچ گئے۔ مولوی قمر الدین صاحب کو چند دن وہیں ٹھہر کر تبلیغ کرنے کا ارشاد فرمایا ٭

جماعت احمدیہ مونگ ضلع گجرات کا کامیاب جلسہ

جماعت احمدیہ مونگ کا سالانہ جلسہ ۱۵ اگست تا ۱۷ اگست مقرر تھا۔ اس جلسہ کی خاطر مرکز سے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل اور گیانی واحد حسین صاحب تشریف لائے۔ گجرات سے ملک عبدالرحمن صاحب خادم نے بھی جلسہ میں شمولیت کی۔ تینوں دن مختلف اوقات میں گیانی صاحب نے سکھ مذہب کے متعلق تقریریں کیں جن میں حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کا اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی کو کھول کھول کر بیان کیا گیا۔ بعض سکھ اصحاب نے بعض سوالات بھی کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ آخر سکھ دوستوں نے اپنی کم علمی کا اعتراف کیا۔ ملک عبدالرحمن صاحب نے رات کو صداقت مسیح موعودؑ کے متعلق برجستہ تقریر کی جو پسند کی گئی۔ ۱۷ اگست کو بھی آپ نے اسی موضوع پر مختصر تقریر کی جس پر مقامی غیر احمدی امام مسجد نے ایک گھنٹہ تک گفتگو کی۔ مگر آخر عاجز آگیا۔ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے تینوں دن لگاتار متعدد پُر زور تقاریر کیں۔ رات کو بھی غیر احمدی مردوں اور عورتوں کے اصرار پر آپ نے مکان کی چھت پر وعظ کیا۔ ۱۵ اگست کو مختلف تقاریر پر جلسہ ختم ہو گیا۔ ۱۶ اگست بروز جمعہ علی الصبح پنڈی بہاءالدین سے ایک مولوی محمد حسین دیوبندی لایا گیا۔ جس نے آتے ہی جاہلوں میں مشہور کیا۔ کہ مرزائی میرے مقابلہ پر ضرور شکست کھائیں گے۔ مگر ہمارے علماء کے سامنے آکر شرائط بھی طے کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے کہا کہ جو مضمون تم چاہو احمدیت کے متعلق بطور بحث مقرر کر لو۔ اور ہم جس مضمون پر تمہارے علماء چاہیں گے بحث کر لیں گے۔ یہ منصفانہ مطالبہ سب غیر احمدی پبلک نے ضروری قرار دیا۔ مگر مولوی محمد حسین کی تو روح خشک ہو چکی تھی وہ باوجود بار بار سمجھانے اور غیر احمدیوں کے سمجھانے کے اس پر آمادہ نہ ہوا۔ پھر تقسیم وقت کے معاملہ میں بھی اپنے ہم جماعت لوگوں سے ناراض ہو گیا اور آخر کار اپنی کتابیں اکٹھا کر سب لوگوں کو وہیں بیٹھے چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گیا۔ غیر احمدیوں کی درخواست پر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے ایک مفصل تقریر کی۔ ازاں بعد طعام اور جمعہ کے لئے اجلاس برخواست ہوا۔ خطبہ جمعہ مولوی اللہ دتا صاحب نے پڑھا۔ جمعہ سے فراغت کے معاً بعد پھر اجلاس شروع ہوا۔ ایک غیر احمدی دوست نے اصرار کیا کہ مولوی اللہ دتا صاحب چند منٹ ضرور تقریر کریں ہم اس کے سننے کے لئے آئے ہیں مولوی صاحب نے جونہی تقریر شروع کی۔ لوگوں کا ایک ہجوم آگیا۔ اور مولوی محمد حسین دیوبندی بھی شرمسار سا آکر بیٹھ گیا۔ ہمارے مولوی صاحب نے موقعہ کو غنیمت جان کر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک وفات مسیحؑ۔ ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر دلچسپ لیکچر دیا۔ حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ تقریر کے خاتمہ پر بعض لوگوں نے مجبور کر کے مولوی دیوبندی کو میدان مناظرہ میں لا ڈالا۔ دو مضمون وفات مسیح وصداقت مسیح موعودؑ علی الترتیب طے ہوئے۔ مولوی دیوبندی حیات مسیحؑ کے ثابت کرنے میں بالکل لاچار رہا۔ تمام غیر احمدی بلکہ ان کا صدر بھی مولوی محمد حسین کو قولاً و عملاً ملامت کر رہے تھے بلکہ صاحب صدر کئی دفعہ انکو بندکر کے خود بول پڑتے۔ مگر جب خود بھی عاجز آجاتے۔ تو پھر بیٹھ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے بے پایان فضل سے شام پونے آٹھ بجے تک پہلا مناظرہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ احمدیت کے غلبہ کا چرچا زبان زد تھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ دوسرے مضمون کے لئے ۱۷ اگست ۷ بجے سے ۱۰ بجے صبح کا وقت مقرر تھا مگر جب ہم پوری طیاری سے میدان مناظرہ میں جمع ہو گئے تو ۸½ بجے تک غیر احمدی مولوی نہ آیا۔ آخر آدمی بھیجکر پتہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب تو راتوں رات اس گاؤں کو چھوڑ کر بھاگ گئے پہلے دن کی شکست ہی انکے لئے کافی تھی۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔

اس مباحثہ کا بہت گہرا اثر ہوا۔ اور ایک جماعت بفضلہ تعالیٰ عنقریب داخل سلسلہ ہو گی۔ انشاء اللہ۔ اس سال کا ہمارا سالانہ جلسہ ہر رنگ میں کامیاب اور نمایاں رہا ہے الحمد للہ۔ خاکسار سکرٹری تبلیغ

ڈائری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۶ اگست حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب تاجر کے مکان پر پڑھائی اور خطبہ بہائیت کے متعلق ارشاد فرمایا جو وقت اور موقعہ کے لحاظ سے نہایت مفصل تھا۔ نماز میں پچاس کے قریب اصحاب شامل تھے۔

نماز کے بعد ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنیکی غرض کے متعلق سوالات کئے۔ ان کے بعد ایک نوجوان ایم اے نے انسانی پیدائش کی غرض۔ مذہب کی ضرورت وغیرہ کے متعلق دیر تک گفتگو کی۔ جو عصر کی نماز تک جاری رہی۔ خطبہ جمعہ اور گفتگو قلم بند کر لی گئی ہے جو بہت جلدی اشاعت کیلئے بھیجدی جائیگی۔

ایک غیر مبائع نے جماعت احمدیہ کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کے بعض ٹریکٹ اور مولوی عبداللہ صاحب وکیل کی تحریریں بہائیت کی تائید اور احمدیت کی مخالفت میں پیش کیں۔ آجکل یہ لوگ سرینگر میں جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلانے اور غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کے دو تین مبلغ مولوی عبداللہ صاحب کے ہاں ڈیرے ڈالے ہیں۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل اور مولوی قمر الدین صاحب تین چار روز انکے مکان پر گفتگو کرنیکے لئے جاتے رہے۔ مگر انہوں نے نہ صرف کسی اختلافی مسئلہ پر گفتگو نہ کی۔ بلکہ سخت بد تہذیبی اور بد کلامی سے پیش آئے۔ لوگوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ اور آخر اپنے مکان کی نشست گاہ میں آنے سے روک دیا۔

تقرر امیر

جماعت احمدیہ بھیرہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے یکم اگست ۱۹۲۹ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے مخدوم محمد ایوب صاحب بی اے کو مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ ٹوپی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے یکم اگست ۱۹۲۹ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء تک کے لئے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔ ذوالفقار علیخان ناظر اعلیٰ

اطلاع

(۱) ٹریکٹ جواب مباہلہ ۲ کی اشاعت کو بعض وجوہات کے ماتحت کچھ دنوں کے لئے پیچھے کر دیا گیا ہے۔ اب یہ سلسلہ نمبر ماہ ستمبر میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب مطلع رہیں۔

(۲) ایک دوست محمد شفیع صاحب نے ایک روپیہ جواب مباہلہ کے پرچوں کے لئے بھیجا ہے مگر کوئی پتہ ان کا پورا پتہ نہ تھا۔ براہ کرم جلدی اپنا پورا پتہ لکھیں تا پرچے بھیجے جا سکیں۔ خاکسار سکرٹری انجمن انصار الخلافت قادیان

دعاء مغفرت

برادر مکرم بابو رحمت اللہ صاحب سٹیشن ماسٹر بھوالی (نارووال) کا ہشت سالہ ہونہار لڑکا نعمت اللہ نام بعارضہ بخار و سرسام فوت ہو گیا۔ مرحوم کا تاریخی نام حافظ قرآن تھا بابو صاحب کا ارادہ تھا کہ اسے قرآن مجید حفظ کراؤنگا اور اسے خدمت دین کے لئے

راز و نیاز

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

تم سے جو باتیں ہوئیں کل تار کے کھمبے کے پاس
عشق نامنظور نے اے حسن بے پروا تری
آہ یہ رنگیں قبا پیش نظر سینے . جو کی
جو کہا تو نے سنا۔ جو کچھ کیا۔ وہ سہ لیا
جانِ من سوچو ذرا۔ اس حال میں کیونکر لیے
آؤ ہم تم ایک ہو جائیں دوئی اچھی نہیں
اتحادِ ہندو و مسلم میں ہے قومی حیات
غیر کیوں پابند ہو جبراً تمہارے دین کا
آؤ مل جاؤ گلے۔ سب بھول کر شکوے گلے
رستگاری ہے اسیروں کی مقدر ہو چکی
اور کل دنیا کی قومیں جمع ہونگی ایک دن
جو خبر دی وحیِ حق نے ہو کے رہتی ہے ضرور

کیا بتاؤں سامنے آ آگئی تصویر یاس
منتیں کیں سینکڑوں لیکن نہ دلوائی کچھ آس
تیری قامت پر نہیں آتی کسی صورت سے راس
پھر بھی کچھ جذبات الفت کا نہیں آتا ہے پاس
سرزمینِ شوق میں محکم محبت کی اساس
باہمی الفت بڑھے۔ جاتا رہے خوف و ہراس
شرط ہے اس میں فقط باہم رواداری کا پاس
ہے خلاف آزادیٔ مذہب کے شور لا اساس
مل چکے باہم ملے بچھڑی ہوئی قوموں کے داس
دستِ محمودِ زمن پر ہے بشیر الناس
بھائی بھائی بنکے اس توحید کے جھنڈے کے پاس
یہ نہ سمجھا جائے کوئی بندہ اکمل کا قیاس

اے خوشا وقتیکہ بینیم ایں خوش منظرے
خلق مشتاق تماشائے بت جادو گرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل ۹۶

نمبر ۱۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

شبّان المسلمین کی تنظیم کی ضرورت

بکوشید اے جواناں تا بہ دیں قوّت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملّت شود پیدا

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ یہ عصر "عصر انقلاب" ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک نئے آسمان اور نئی زمین کی بشارت دی تھی۔ کوتاہ نظر نادانوں نے اس پر اعتراض کیا مگر اب واقعات نے شہادت دیدی کہ جو کچھ کہا گیا تھا وہ کسی انسان کے دماغی تخیلات کا نتیجہ نہ تھا بلکہ خالق فطرت و کائنات کا کلام تھا دنیا کے ہر حصہ اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ سیاسیات۔ اجتماعیات معاشیات اور مذاہب میں ایک انقلابی ہاتھ اپنا مخفی کام کر رہا ہے قلوب و دماغ انقلابی تدابیر میں منہمک ہیں۔ قوموں اور جماعتوں میں انقلاب آفرین جذبات عملی صورتیں اختیار کر رہے ہیں۔ ہم خود بھی دنیا میں ایک انقلاب ایک عالمگیر انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر

ہمارا انقلاب دوسروں کے انقلاب سے جدا ہے

ہم ان تمام انقلابی تحریکوں میں بھی حیرت انگیز انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس انقلاب کی دیواریں عالمگیر صلح و امن اور عالمگیر محبت و اخوت کی بنیادوں پر بلند کیجائینگی۔ یہ انقلاب قلوب میں روحانیت کی روپھر سے پیدا کرنے میں ہوگا۔ اور اخلاقی قوتوں کے صحیح استعمال اور اعتدال سے اسکی بنیاد پڑے گی۔ جو لوگ اس انقلابی تحریک میں شریک ہونگے وہ تشدد اور ظلم کے ہر قسم کے شعبوں سے الگ ہونگے ان کا تشدد اپنی ذات اور اپنے نفس پر ہوگا۔ جبکہ وہ رذائل کو چھوڑ کر اخلاق فاضلہ کے حصول کے لئے مجاہدہ کرینگے۔ آؤ ہم مل کر اس انقلاب کو دنیا میں پیدا کریں اور پھر سب مل کر

انقلاب زندہ باد کے نعرے بلند کریں

اس انقلاب کے لئے (جو روحانی انقلاب ہے جس کا حکومتوں کے تہ و بالا کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔ قتل و غارت جس کے مقاصد میں داخل نہیں) ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم شبّان المسلمین کی تنظیم کریں۔ دنیا کا کوئی انقلاب نوجوانوں کی ہمت اور شرکت فی العمل کے بغیر نہیں ہوا۔ قرآن مجید اور کتب سابقہ کو پڑھو تو یہ حقیقت نظر آئے گی۔ بت پرستی اور ستارہ پرستی کے عہد میں جو حیرت انگیز انقلاب ہوا۔ اسکی روح و روان وہ عظیم الشان نوجوان تھا جس کا نام ابراہیم علیہ السلام تھا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے امتہ اور ابوالملتہ قرار دیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی تبلیغ کو کامیاب بنانے والی اصحاب کہف کی جماعت چند نوجوانوں ہی کا ایک حلقہ اخوت تھا۔ اسلام کی تاریخ نوجوانوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے میں اسے دُہرانا نہیں چاہتا ‡

اس وقت دنیا میں جسقدر قومیں کام کر رہی ہیں وہ نوجوانوں کے بل بوتے پر اپنا اثر اور رسوخ پیدا کر رہی ہیں۔ سیاسی تحریکوں میں میں فسطی تحریک کو لیتا ہوں۔ اٹلی کا وہ زبردست مدبر اور ڈکیٹر جس کا نام مسولینی ہے وہ اسی تحریک نوجوانان کے بل بوتے پر یوما فیوماً اپنے اثر کو وسیع کر رہا ہے اپنے اثر ہی کو نہیں بلکہ اٹلی کے احیاء اور وقار کا راز اسی تحریک میں مخفی ہے۔ میرا مقصد اسوقت اِس تحریک کی تاریخ یا اسکی تنظیم و نظام عمل کا بیان نہیں بلکہ صرف یہ بتانا ہے کہ یہ زبردست سیاسی تحریک بھی نوجوانوں ہی کی ہمت و ایثار کا نتیجہ ہے ‡

مذہبی تحریکات میں وائی ایم سی کی عالمگیر تحریک جو حیرت انگیز کام کر رہی ہے عام طور پر مسلمان اس سے واقف نہیں۔ میں نے اپنی سیاحت میں اس تحریک کا مطالعہ کیا ہے اور یورپ اور بلاد اسلامیہ کے اکثر ممالک میں انکے کاموں میں گہری دلچسپی لی ہے۔ اور اب اُلہو میں اخوت اندلسیہ کے نام سے اسلام کے ان فرزندوں نے جو کسی ایک یا دوسری وجہ سے آغوش اسلام سے نکل کر عیسائیت کے آستانہ پر جا گرے ہیں ایک انجمن کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور سرگرمی سے انہوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اخوت اندلسیہ شبّان المسلمین کے لئے مختلف قسم کی تحریکیں صراط مستقیم سے دور لیجانے کے لئے کریگی۔ اسلئے ضرورت ہے کہ ہم

شبّان المسلمین کی تنظیم کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نوجوانان قوم کو اپنی اجتماعی قوت سے دینی قوم کے لوا کو بلند کرنے کے لئے پکارا ہے جیسا کہ مندرجہ عنوان شعر سے ظاہر ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی اور اجتماعی اور معاشی ضروریات نے بھی اس تنظیم کا احساس پیدا کر دیا ہے۔ ہندوؤں نے نوجوان بھارت سبھا کی تنظیم سے جو قدم اُٹھایا ہے۔ یہ مسلمانوں کیلئے ایک خطرہ ہے حقیقی مومن اور مسلم کچھ شک نہیں۔ خدا کے سوا کسی سے ڈرتا نہیں لیکن یہ خوف و دہشت کے جن جو انسان کے اندر کھیلتے ہیں اُسوقت دُور ہوتے ہیں جبکہ وہ حقیقی مومن کے خصائل و عادات اپنے اندر پیدا کرلے۔ اس لئے مسلمانوں کے اخلاق اور انکے سیاسی معیار اور روحانی درجہ کو اونچا کرنے کے لئے

نوجوانوں کو منظم کرنا چاہیئے

اسلام نے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کہہ کر تنظیم کا جو سبق دیا ہے وہ دنیا کی کسی قوم اور کتاب میں نہیں۔ مگر دوسرے لوگ باوجود ایسی صریح ہدایت کے اپنے پاس نہ رکھنے کے اس پر عمل پیرا ہیں اور ہم اس ہدایت کے موجود ہوتے ہوئے اسپر عمل نہ کرکے شکار ذلت ہو رہے ہیں اسوقت جبکہ نوجوانوں کی تحریک عام ہو رہی ہے ضرورت ہے کہ کل کو بننے والی قوم کے افراد کے شیرازہ کو مضبوط کیا جائے ‡

میں دیکھتا ہوں اور نہایت افسوس سے دیکھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں میں بدقسمتی سے قومیت پرستی کا معراج یہ قرار پا گیا ہے۔ کہ وہ

تحریک آفرینی اور ہنگامہ آرائی

پر خوش ہو جاتے ہیں۔ عملی اور ٹھوس کام کا جب وقت آتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا باہمی اختلافات میں اُلجھ کر رہجاتے ہیں۔ اسکی وجہ ظاہر ہے اسوقت جبکہ میں نوجوانوں کی تنظیم کی تحریک کر رہا ہوں مجھے ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے جو باعث اختلاف و سخن پروری بنجاتی ہیں۔ مگر میں اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ مسلم پریس کے ایک حصہ اور بعض لیڈروں نے قومی مذاق کو بگاڑ دیا ہے جو قوم کو مصالحہ دار اور سنسنی خیز مضامین اور جوش آفرین تقریروں کی چاٹ لگا چکے ہیں اور سنجیدگی اور تقویٰ اللہ سے کسی تحریک پر غور کرنیکے مذاق اور قوت کو کم کر رہے ہیں۔ ہندوستانی مسلم کی بہت سی تحریکوں کا جو حشر ناکامی پر ہوتا ہے۔ اسکی تہ میں یہی سب سے بڑا راز ہے میں اسوقت ان تحریکوں کی تفصیل نہیں دونگا۔ جو جوش کے ساتھ پیدا ہوئیں اور اختلافات کے جوش میں مٹ گئیں۔ اس لئے میں احمدی قوم کے نوجوانوں سے التماس کرتا ہوں کہ

وہ نوجوان مسلم کی تنظیم کے لئے کھڑے ہو جائیں

اور یہ تنظیم اپنے گھر سے شروع کریں اور احمدی نوجوانوں کو مقصد اسلام کے لئے متحد اور منظم کیا جائے اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے ان میں ابراہیمی اور اصحاب کہف کا جوش اور روح پیدا کر دیجائے یہ خدا کے خاص فضل اور رحم کی بات ہے کہ

احمدی جماعت کو خدا تعالیٰ نے ایک نوجوان کے ہاتھ پر جمع کر دیا ہے

انصار اللہ کی قوت اور جمعیت کو بڑھاؤ۔ اور کوئی احمدی جوان نہ رہے جو اس جمعیت کا ممبر نہ ہو۔ اور عملی کام کے دائرہ کو وسیع کرکے

شبّان المسلمین کی تنظیم کا کام اپنے ہاتھ میں لو

اور حقیقی اسلامی روح لیکر اسلام کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے صلح و امن کا جھنڈا ہاتھ میں لیکر

ہندو ذہنیت دوسروں کے حقوق کو سمجھنے میں روز اول سے قاصر رہی ہے۔ صدیوں سے یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ حیوانات سے بدتر سلوک کرتے آئے ہیں۔ لیکن پھر بھی گذشتہ دنوں مسلمانوں کی کی طرف سے چھوت چھات کی تحریک پر فوراً واویلا مچانا شروع کر دیا۔ مساجد کے سامنے عین عبادت کے وقت باجہ بجانے پر اصرار ہندو ذہنیت کا بدترین مظاہرہ ہے۔ ان سب سے بڑھ کر ذبیحہ گاؤ پر آمادۂ فساد ہو جانا۔ اور ایک جانور کی خاطر انسانوں کے خون کو جائز سمجھنا ہندو دھرم کا سرمایہ افتخار خیال ہے۔ جب کبھی مسلمانوں نے اپنی اقتصادیات و معاشیات کے ماتحت کسی جگہ مذبح قائم کروایا۔ تو "صلح و آشتی کے ان دیوتاؤں" نے غریب مسلمانوں پر بُری طرح برسنا ضروری سمجھا۔ اور اگر وہ حریف کی طاقت، شجاعت اور مردانگی کا پہلے سے اندازہ کر چکے ہوں۔ تو دیہات کے اکے دکے مسلمان کے درپے آزار ہو جانا ان "مہابیروں" کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ آج کل قادیان کے گرد و نواح کے بعض لوگوں کو تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے ؛

اخبار "پرتاپ" اپنی کجروی میں شہرۂ آفاق ہے۔ بھینی کے مذبح کے گرائے جانے پر اس کی ہندو نوازی جوش میں آئی۔ اور اس نے جھٹ "قادیان میں احمدی راجیہ" کا عنوان جما کر لیڈنگ آرٹیکل لکھ مارا۔ اس مضمون میں گورنمنٹ کو چیلنج کرتے ہوئے لکھا گیا ہے "اسے یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ یہ بوچڑ خانہ اسے مہنگا پڑیگا" نرخ کی ارزانی اور گرانی کے متعلق گورنمنٹ اور بنئے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ "کونسے اخلاق، مصلحت، قاعدہ یا دستور کے مطابق احمدیوں کو قادیان میں بوچڑ خانہ کھولنے کی اجازت دی گئی" سو "پرتاپ" اور اس کے کرتا دھرتا کرشن کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ ہنوز "بھارت ماتا" میں ہندو راج قائم نہیں ہوا۔ اس لئے جن اخلاق اور قاعدہ کے ماتحت دیگر شہروں میں مذبحہ کے اجراء کی اجازت دی گئی۔ وہی اس جگہ عمل میں آئے۔ قادیان اور اس کے قرب و جوار میں اکثر آبادی مسلمانوں کی واقعہ ہے اور کونسے اخلاق کا تقاضا ہے۔ کہ اس کو ان کے ایک ضروری حق سے محروم رکھا جائے ؛

مذبح کے گرائے جانے کے بعد رائے زنی کرتے ہوئے مہاشہ صاحب لکھتے ہیں:۔ "حکام کو خوب سوچنا چاہئیے۔ کہ اتنے آدمیوں سے قصور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قصور دو چار آدمیوں کا ہوگا۔ ظاہر ہے۔ کہ ان گرفتار شدگان میں اگر کوئی ملزم ہے۔ تو یقیناً ایک دو ہونگے" (پرتاپ ۱۲ اگست) جن لوگوں کو واقعات کا صحیح علم ہے۔ وہ مضمون نگار کی کذب آفرینی کی داد دیں گے۔ مگر ہم قارئین کو یہ بتا کر کہ جس اخبار میں مندرجہ فوق سطور بطور لیڈر شائع ہوئی ہیں۔ اسی میں "خاص نامہ نگار" کے یہ الفاظ بھی درج ہیں:۔ "ہزاروں کی تعداد میں سکھوں اور ہندوؤں نے اکٹھے ہو کر بوچڑ خانہ کو اکھیڑ ڈالا۔۔۔۔ عام افواہ ہے۔ کہ سولہ سو آدمیوں کا مجمع تھا۔ جو اپنے تپلے توڑنے اور دل کا بخار ٹھنڈا کرنے کے لئے آیا تھا" ان کے تعجب میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسے ہی اخبار نویس اخبارات کی بدنامی کا باعث نہیں؟ آریوں کو سوراج سے قبل دیانند کے اس اصول پر عمل پیرا ہونا چاہئیے۔ کہ دشمن کو نیچا دکھانے کے لئے جھوٹ بول لینا بھی جائز ہے ؛

مولوی ظفر علی خان نے اپنے "ہندو زئی" ہونے کے ثبوت میں "پرتاپ" کی دروغ بیانی کو ناتمام پاکر "بپسر تمام کند" کے مطابق "زمیندار" ۱۵۔ اگست میں "گلگئے اور مرزائی" کے عنوان سے مقالۂ افتتاحیہ لکھنا ضروری سمجھا۔ اس "فرزند کانگرس" کو فرزندانِ توحید سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ اسی بنا پر آپ کو ہر بات میں دور کی سوجھتی ہے۔ چنانچہ آپ نے "معاصر پرتاپ کے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع" پر ٹیڑھی دیوار کھڑی کر دی۔ اور اپنی موشگافیوں کی داد دیتے ہوئے قانون شکنی اور امن سوز حرکات کے مظاہرہ مفقود کو جماعت احمدیہ سے منسوب کر کے اسے "کانگرس کی تباہی کے لئے پنجاب میں ایک نئے فتنہ کی اٹھان" قرار دیا۔ خامہ فرسائی کی لفاظیوں کو چھوڑ کر رکاکت استدلال اور بیان سطحیات آپ کا خاصہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ایک طرف آپ مذبح کے اجرائے کو صرف جماعت احمدیہ کی "وفاداری کا عوض" قرار دیتے ہیں (فکر ہر کس بقدر ہمت اوست) اور دوسری طرف رقمطراز ہیں:۔

"مسلمان اس چیز کو جو گائے کے گوشت کی طرح خدا نے ان کے لئے حلال کر دی ہو۔ استعمال کرنا اپنا فطری اور آبائی حق سمجھتے ہیں ۔۔۔۔۔ جب اس ملک کے شہروں میں (جن میں قادیان بھی شامل ہے) سر بازار جھٹکے کی دوکانیں کھول لینا ان کا ایک جماعتی حق ہے۔ تو شہر کی آبادی سے کئی میل دور ایک بوچڑ خانہ قائم کر لینا بدرجہ اولیٰ مسلمانوں کا جماعتی حق ہونا چاہئیے" ؛

کیا ذبح خانے سب شہروں میں "وفاداری کے عوض" جاری ہوئے ہیں۔ یا کم از کم قادیان میں جھٹکے کی بر سر بازار دکان اسی کا نتیجہ ہے؟ اگر نہیں۔ بلکہ بطور آبائی حق ہیں۔ تو جماعت احمدیہ پر ناپاک الزام کیوں؟

ہم حکومت کے قوانین کا احترام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم سے پہلے یوسف نبی نے کافر بادشاہ کے قوانین کو واجب العمل مانا۔ اور جیسا صحابہ کرام نے حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی اطاعت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھا۔ اس طریق کو "خوشامد" یا "انگریز پرستی" کہنے والے اپنے دامن میں منہ ڈالیں۔ اور سوچیں۔ کہ وہ انگریزوں سے جنگ کو فرض سمجھتے ہوئے کب شمشیر بکف ہوئے ہیں۔ جو دوسروں کو مطعون کر رہے ہیں۔ مذبح کو گرانے والے سکھوں سے جماعت احمدیہ نے کوئی جنگ نہ کی۔ اور امن پسند رویہ کا اظہار کیا۔ مگر ظفر علی ایسا "شہسوار کارزار" اس کو "بزدلی" نہ کہے۔ تو اور کیا کہے۔ مولانا جو معمولی سی ڈانٹ پر دامن وقار کو چھوڑ کر "تاک دگرے نرا" کے عادی ہیں۔ اس طریق عمل کو جو چاہیں کہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کے حریفوں کو خوب معلوم ہے۔ کہ یہ بزدلی نہیں۔ امن پسندی تھی۔ کیونکہ وہ احمدیوں سے نبرد آزما ہو چکے ہیں ؛

مولانا نے عبارت بالا میں ذبیحہ گائے کو مسلمان کا "فطری اور آبائی حق" تو قرار دے دیا۔ مگر آپ کو اپنے آقایان ولی نعمت کی گرفت سے بھی خطرہ تھا۔ اس لئے آپ نے قادیان کے بوچڑ خانہ کو "ہندوؤں اور مسلمانوں میں دائمی جنگ و پیکار کی طرح" لکھ کر جلب زر کا اچھا سامان فراہم کر لیا۔ اور کارپردازان کانگرس کو بر وقت "ایک نئے فتنہ کی اٹھان" سے آگاہ کر کے خراج خیر خواہی حاصل کیا۔ گویا بقول شخصے "آپ ہندو اور مسلمان دونو کو احمق بنا کر اپنا اُلو سیدھا کرنے میں اپنی نظیر آپ ہیں" ورنہ کون احمق اس نظریہ کو تسلیم کر سکتا ہے۔ در آنحالیکہ احمدیوں نے اس باب میں امن پسندی کا بہترین نمونہ پیش کیا ہے ؛

"آریہ گزٹ" نے اپنی اشاعت ۱۱ اگست میں "اب طلاق کی باری آئی" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ شائع کیا ہے جس میں ہندو دھرم کی مظلوم دیویوں کے مطالبۂ طلاق کے متعلق لکھا ہے :۔ "جو دقیانوسی حضرات عورت کی اس نئی آزادی کو کچلنا چاہتے ہیں۔ وہ پہاڑ کے ساتھ اپنا سر ٹکرا رہے ہیں جس سے سر پھٹ جائیگا۔ اور پہاڑ کا کچھ بھی نہیں بگڑیگا" اس اعتراف حقیقت کے باوجود "آریہ گزٹ" "اس مصیبت" کا اپائے سوچنے میں سرگرداں ہے۔ اور بہت دماغ سوزی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ:۔

"ضرورت ہے۔ کہ ہندو سماج کو طلاق سے بچانے کے لئے ہندو سماج کی شادی کا اصول ویدک تہذیب پر رکھا جائے۔ پورانک شاستر کو اور پورانک قانونوں کو اگنی دیوتا کے ارپن کیا جائے۔ ایک قانون ایسا نافذ کرایا جائے۔ جس سے ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے شادی کرنا ۔۔۔۔

آریہ پرانے شاستروں اور پورانک قانون والی کتب کو جلائیں یہ ان کا دیرینہ شیوہ ہے۔ مگر سوچ لیں۔ کہ "ویدک تہذیب" نے ہی تو ان کو اس نوبت تک پہنچایا ہے۔ اور وہ پھر بھی اسی کی رٹ لگا رہے ہیں۔ آزمودہ را آزمودن ۔۔۔۔ است۔ ہاں اگر "ویدک تہذیب" سے ان کی مراد پنڈت دیانند جی کے خود ساختہ خیالات ہیں۔ تو ہم فی الحال انہیں موصوف کی ایک آگیا (ارشاد) کی طرف توجہ دلاتے ہیں کیا وہ اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہیں:۔ "جس کے صاف سیدھے اعضا ہوں۔ اور جس کا نام عمدہ ہو مثلاً ہنس اور ہتھنی جیسی جس کی چال ہو جس کا رونگٹا چھوٹا اور ملائم ہو سر کے بال اور دانت باریک ہوں۔ اور جس کے دیگر سب اعضا ملائم ہوں۔ ایسی عورت کے ساتھ بیاہ کرنا چاہئیے ۔۔۔۔۔ نہ زرد رنگ والی۔ نہ حد سے زیادہ لمبی چوڑی یا زیادہ طاقتور۔ نہ بیمار۔ نہ وہ جس کے جسم پر بالکل بال نہ ہوں۔ نہ بہت بال والی۔ نہ بکواس کرنے والی اور نہ بھوری آنکھ والی"

(ستیارتھ پرکاش باب چار دفعہ ۱۱) ۔۔۔۔۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مومن کیلئے سب سے اہم چیز دل کی پاکیزگی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۹ اگست ۱۹۲۹ء بمقام پہلگام (کشمیر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جبکہ ہمیں تجربہ سے اور انسان کی بناوٹ اور خلق سے معلوم ہوتا ہے سب سے مؤثر چیز اس کا

دل

ہے۔ ظاہری اعمال اور افعال جو ہیں۔ وہ بے شک دوسرے انسانوں کی نگاہ میں بہت بڑی حقیقت اور اثر رکھتے ہیں۔ دوسروں کے لئے نیک نمونہ اور نیک تحریک پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ مگر انسان کے اپنے نزدیک اعمال کا وہ درجہ نہیں۔ جو دل کی پاکیزگی اور طہارت کا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جو انسان دل کی پاکیزگی میں ترقی کرتا ہے۔ اس کے نزدیک ظاہری عبادت تو اتنی اہمیت نہیں رکھتی۔ جتنا دل کی پاکیزگی رکھتی ہے۔ لیکن اگر وہ ظاہری عبادت نہیں کرے گا۔ تو اس کے بیوی بچوں کو اور دوسرے لوگوں کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ کہ اس کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق ہے۔ اور نہ اس کے نمونہ سے وہ کوئی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ دوسروں کو کسی کا دل نظر نہیں آتا۔ بلکہ وہ ظاہری اعمال دیکھ سکتے ہیں۔ اور جب کوئی کسی کے ظاہری اعمال دیکھتا ہے تو وہ سمجھتا ہے۔ اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اور اس کی نقل کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ بات

انسان کی فطرت

میں رکھی گئی ہے۔ کہ جسے وہ اچھا سمجھتا ہے۔ اس کے افعال اور اعمال کی نقل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ محکوم قومیں حاکم قوم کی نقلیں کرنے لگ جاتی ہے۔ اب ہندوستان کے حاکم انگریز ہیں۔ ہندوستانی لباس میں کھانے میں۔ گفتگو میں ان کی نقل کرتے ہیں۔ اور جو مال و دولت رکھتے ہیں۔ وہ انہی کی طرح مکانات بنواتے ہیں۔ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ انگریز حاکم ہیں۔ اور محکوم ان کو اپنے سے اعلےٰ سمجھکر ان کی نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح جب گھر کا بڑا آدمی۔ یا استاد یا معلم یا واعظ یا پیر ظاہری طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ تو اس سے تعلق رکھنے والے اس کی نقل کرتے ہیں۔ اس طرح

ظاہری عبادت

یہ اثر رکھتی ہے۔ کہ نیکی دوسروں تک پہنچتی ہے۔ اور دوسروں کو بھی دل کی پاکیزگی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ دل کی پاکیزگی انسان کے اپنے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ دوسروں سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔ اس لئے انسان کے اپنے لحاظ سے اور اس کی پیدائش کی غرض کے لحاظ سے ظاہری عبادت کا اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ جتنا دل کی پاکیزگی سے ہوتا ہے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے والی۔ خدا تعالےٰ کا محبوب بنانے والی۔ اور انسان کی پیدائش کی غرض پوری کرنے والی چیزوں کی اصلاح اور

دل کی پاکیزگی

ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس میں جس میں حضرت ابوبکرؓ بیٹھے تھے۔ فرمایا۔ اسے جو فضیلت حاصل ہے وہ ظاہری عبادتوں کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ پس ہو سکتا ہے۔ ایک شخص ظاہری عبادت میں بہت بڑھا ہوا ہو۔ مگر دل کی پاکیزگی اسے حاصل نہ ہو۔ اور ہو سکتا ہے۔ ایک شخص جس کا تعلق خدا تعالےٰ سے بہت زیادہ ہو۔ وہ ظاہری عبادت میں دوسرے سے کم ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شریعت نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں۔ اور کچھ نوافل۔

فرائض کی غرض

یہ ہے۔ کہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کا قرب پا چکا ہو۔ وہ بھی ان کی پابندی کرے۔ تاکہ دوسرے لوگ اس کی نقل کریں۔ اور ظاہری عبادت کے ذریعہ باطنی پاکیزگی کی طرف آئیں۔ پس خدا تعالےٰ کے مقرب اور پاک بندوں کے لئے تو ظاہری عبادت اس لئے ہوتی ہے۔ کہ ان کی اندر کی کیفیت اس طرح باہر آئے اور لوگ اس کی نقل کریں۔ لیکن دوسروں کے لئے ظاہری عبادت اس لئے ہوتی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے وہ دل کی پاکیزگی حاصل کر سکیں۔ اور ان کے دل پاک ہو جائیں گویا ظاہری عبادت دونوں کے لئے مقرر ہے۔ لیکن دونوں کی غرض علیحدہ علیحدہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے

نیک اور پاک بندے

ہیں۔ ان کے لئے ظاہری عبادت اس لئے مقرر نہیں۔ کہ ان کے دل پاک ہوں۔ یہ درجہ تو انہیں حاصل ہو چکا ہوتا ہے۔ بلکہ اس لئے مقرر ہوتی ہے کہ لوگ انہیں دیکھیں۔ اور ان کی نقل کر کے اپنے دل پاک کریں۔ گویا ان کی عبادت

عملی وعظ

ہوتا ہے۔ دوسروں کے لئے۔ تاکہ وہ نقل کرتے کرتے اپنے اندر حقیقت پیدا کر لیں۔ اور ظاہری عبادت کے ذریعہ ان میں حقیقت پیدا ہو جائے۔ جیسے رونی صورت بنانے سے رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ظاہری عبادت کرنے سے اندرونی پاکیزگی حاصل ہونے لگتی ہے۔ غرض ظاہری عبادت بھی ضروری ہے۔ لیکن

اصل چیز

دل کی پاکیزگی ہے۔ جب یہ حاصل ہو جائے۔ تو خواہ ایسے انسان کو ظاہری عبادت کا اتنا موقعہ نہ ملے۔ جتنا کسی دوسرے کو ملتا ہو۔ تاہم وہ بدی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ بُرے اثرات سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ اور تقویٰ و طہارت میں ترقی کر سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس کی راہ نمائی کرتا ہے۔ جہاں دوسرے ظلمت اور تاریکی میں بھٹک رہے ہوتے ہیں۔ وہاں خدا تعالےٰ اسے روشنی دکھاتا ہے۔ پس مومن کو

قلب کی صفائی

اور پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ صرف زبان سے کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مجھے محبت ہے۔ اللہ مجھے اچھا لگتا ہے۔ یہ تو الفاظ ہیں۔ اور ہر شخص الفاظ اپنے منہ سے نکال سکتا ہے۔ بلکہ مومن کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں گداز ہوتا ہے۔ اس میں رقت اور نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں ایک تڑپ اور جوش پایا جاتا ہے جب ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ خدا سے تعلق اور اس کے قرب کی خواہش عشق کے درجہ تک پہونچ چکی ہو۔ اس کا خیال آتے ہی نرمی اور محبت کے جذبات موجزن ہو جائیں۔ تب دل کی پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ یہی انسان کا

اصل مقصود

ہے۔ اور اسی کے ذریعہ خدا تعالےٰ کو پا سکتا ہے۔ پس ہر اس شخص کو جو مومن کہلاتا ہو۔ اس درجہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یعنی دل کی پاکیزگی پیدا کرنی چاہئے۔ ورنہ ظاہری اعمال کچھ حقیقت نہیں رکھتے جو انسان خدا تعالےٰ تک پہونچ جائے۔ اس کے ذاتی لحاظ سے ظاہری عبادت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ یہ

اسوہ اور نمونہ

کے طور پر ہوتی ہے۔ اور ضمنی چیز بن جاتی ہے۔ مگر باوجود اس کے انبیاءؑ اور دوسرے پاک لوگ ظاہری عبادت سے بالا نہیں ہو جاتے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے احکام میں ماننے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ آقا کا ہر حکم بڑا ہوتا ہے۔ اور بندہ کا فرض ہے۔ کہ سب احکام بجا لائے۔ پس ظاہری عبادت کوئی ولی اور نبی نہیں چھوڑ سکتا۔ لیکن نسبتی طور پر

باطنی کیفیّت کا درجہ

جوں جوں بڑھتا جاتا ہے۔ ظاہری اعمال کا گھٹتا جاتا ہے۔ اور جوں جوں

کوئی شخص خدا تعالےٰ سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اس کے دل کی پاکیزگی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اس کے لئے ظاہری اعمال کا درجہ بڑھتا جاتا ہے۔ اگر یہ اندازہ لگایا جائے۔ کہ ایک شخص نے اپنے جسم کو کتنا عرصہ عبادت میں لگایا۔ اور دل کو کتنا۔ تو معلوم ہوگا۔ پاک لوگوں کی ظاہری عبادت کم ہوگی۔ مگر ان کا دل زیادہ خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ رہا ہوگا۔ مثلاً اگر دس منٹ عبادت کی گئی۔ تو عام مسلمان کا دل ایک منٹ خدا تعالےٰ کی طرف لگا ہوگا۔ لیکن خدا تعالےٰ کا مقرب انسان دس منٹ ہی خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہا ہوگا۔ غرض روح کی گدازش کے مقابلہ میں جسم کی عبادت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اور پاک لوگوں کا دل خدا تعالےٰ کی محبت اور الفت میں اس قدر گداز ہوتا ہے۔ کہ گویا اس کے مقابلہ میں جسم نے کچھ کیا ہی نہیں ہوتا۔ یہی وہ درجہ ہے۔ جس کے لئے ہر ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ اسی کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو جائے۔ تو سارا جسم درست ہو گیا۔ اور اگر وہ خراب ہو گیا۔ تو سارا جسم خراب ہو گیا۔ الا وھی القلب۔ سنو وہ دل ہے۔ پس اصل چیز انسان کے دل کی پاکیزگی ہے۔ دل کی خرابی سے سب کچھ خراب ہو جاتا ہے۔ اور سب چیزیں بے قیمت ہو جاتی ہیں ؛

گناہوں کی معافی کا عقیدہ اور ”پرکاش“

آریہ مت جو ایشور کو ماتا اور پتا بتاتا ہے۔ اس بات سے منکر ہے کہ وہ اپنے کمزور بندوں کی کسی غلطی اور گناہ کو نظر عفو سے دیکھے ان کے زعم میں اس کا نیائے (انصاف) یہی ہے۔ کہ گناہگاروں کو کتے سؤر اور دیگر حیوانوں کی شکل میں دو بار بلکہ متعدد بار بھیجے۔ اس لئے آریہ اخبار عفو باری تعالیٰ کی قباحت کو کم کرنے کے لئے مختلف رنگ اختیار کرتے ہیں۔ پرکاش (۱۸ اگست) لکھتا ہے:-

”دنیا میں گناہ بڑھانے کا سب سے بڑا سادھن اگر کوئی ہے۔ تو گناہ کی معافی کا عقیدہ ہے۔ اگر لوگوں کے دماغ سے یہ عقیدہ نکل جائے۔ تو گناہوں کی تعداد دنوں میں گھٹ جائے“!

اگر ”پرکاش“ اتنی سی بات بھی سوچتا۔ کہ جو خدا تعالےٰ کی بخشش پر یقین رکھے گا۔ کیا وہ خدا تعالےٰ کی ہستی کو اپنی آنکھوں سے کبھی اوجھل کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور یہ بالکل کھلی صداقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ گویا جس کو عفو باری کا کامل یقین ہے۔ اس کو اللہ تعالےٰ کی بخشش پر کامل یقین نہیں۔ اور اسی لئے وہ گناہوں پر مایوس ہو کر بیباک ہو رہا ہے۔ تو اس میں گناہ کی معافی کے عقیدہ کا کیا دخل ہے۔ بہر صورت یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ گورنمنٹ کے حقوق کی تقسیم کی جو مثال ”پرکاش“ نے دی ہے۔ وہ اسکی غلط فہمی ہے۔ ہندو مسلمان ملکی طور پر خود حقدار ہیں اور کسی حقدار کا حق دوسرے کو دینا ظلم ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ بھی حقوق العباد کو بدون معاوضہ یا معافی از حقدار نہیں معاف کرتا ہاں جو گناہ اس کے خاص احکام کے متعلق ہوں۔ اس میں اسکی مغفرت کو ناممکن قرار دینا خدا کی ہتک اور انسان کو مایوس کرنیوالی بات ہے ؛

آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم)

ایک بُت کی ذلت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے کچھ پہلے وہاں ایک بڈھے انصاری رہا کرتے تھے۔ جن کے بیٹے مسلمان ہو چکے تھے۔ مگر وہ خود مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بُت بنا کر رکھ چھوڑا تھا۔ اور اسے پوجا کرتے تھے۔ اس بت کا نام مناف رکھا تھا۔ ان کا مسلمان لڑکا اور اس کے یار دوست ان کو بت پرستی سے منع کرتے۔ مگر وہ باز نہ آتے تھے۔ آخر ان نوجوانوں نے یہ کرنا شروع کیا۔ کہ رات کے وقت ان کے اس بُت کو اٹھا کر کوڑی پر ڈال آیا کرتے تھے۔ صبح کو جب وہ انصاری اپنے بُت کو نہ پاتے تو خفا ہوتے اور کہتے کہ کون میرے خدا کو چرا کرلے گیا؟ پھر ڈھونڈنے نکلتے۔ تو دیکھتے کہ گندگی کی کوڑی پر پڑا ہے۔ بیچارے اسے اُٹھا کر لاتے۔ دھوتے۔ خوشبو لگاتے اور کہتے۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ حرکت کس کی ہے۔ تو اسے سخت ذلیل کروں۔ یہی کیفیت روز ہوا کرتی۔ ایک دن تنگ آکر انھوں نے ایک تلوار اس بت کی گردن میں لٹکا دی۔ اور کہا کہ اے خدا! میں نہیں جانتا۔ کہ تمہارے ساتھ یہ گستاخی کون کرتا ہے۔ اگر آپ میں کچھ بھی طاقت ہے تو آج اپنی حفاظت آپ کر لینا۔ یہ تلوار آپ کے پاس ہے۔ جب رات ہوئی تو مسلمان نوجوان نے وہاں پہنچ کر تلوار اس کے گلے سے نکال لی اور ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ بُت کو باندھ کر ایک پاخانہ میں اسے ڈال دیا۔ صبح کو وہ بُت کے بندے پھر اس کی تلاش میں نکلے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس کے سر پر جا پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مردار کتے کے ساتھ بندھا ہوا گندگی میں لتھڑا پڑا ہے۔ اور تلوار غائب ہے۔ یہ حال دیکھ کر ان کو یک دم بُت پرستی سے سخت نفرت پیدا ہوئی۔ ہدایت الٰہی نے ان کی دستگیری کی۔ اور وہ اسلام لے آئے۔ یہ شخص بڈھے اور لنگڑے تھے۔ اور اُحد کے دن شہید ہوئے تھے۔ ان کی شہادت کا قصہ بھی سن لو:-

لنگڑے شہید

یہ انصاری بدر کی لڑائی کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم اپنے پیر سے لاچار ہو۔ گھر میں ہی ٹھہرو۔ بدر کا موقعہ مدینہ سے بہت دور تھا۔ لاچار ٹھہر گئے۔ پھر جب احد کی جنگ ہوئی۔ تو انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے بھی ضرور لڑائی میں لے چلو۔ انھوں نے جواب دیا۔ ابا جان! آپ کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی لڑائی سے معافی دے رکھی ہے۔ وہ بولے کہ افسوس! تمہی لوگوں نے بدر میں بھی مجھے جنت میں جانے سے رکوا دیا۔ اور اب اُحد میں بھی منع کرتے ہو۔ یہ کہکر وہ لنگڑاتے لنگڑاتے میدان جنگ میں جا پہنچے۔ جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! اگر میں آج مارا جاؤں۔ تو لنگڑا ہونے کی وجہ سے مجھے جنت کے داخلہ میں تو کوئی روک نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ ان کا ایک غلام بھی اس وقت ان کے ساتھ تھا۔ جو انہیں سہارا دیکر ہمراہ لایا تھا۔ اس غلام سے انھوں نے کہا۔ بھائی! اب تم گھر جاؤ۔ میں میدان جنگ میں پہنچ گیا ہوں۔ اب تمہاری ضرورت نہیں۔ سعادتمند بولا کہ میاں! اگر آپ کے ساتھ میں بھی جنت میں چلا جاؤں۔ تو آپ کا کوئی نقصان ہے؟ یہ کہکر وہ غلام آگے بڑھا اور گھمسان لڑائی میں گھس گیا۔ اور آخر شہید ہو گیا۔ اور دونوں اپنے دل کی مراد کو پہنچ گئے۔ اور جاودانی زندگی حاصل کر لی۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ؛

عورتوں کی تکلیف کا خیال

ایک مہم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ اپنی بیبیوں کے تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ ایک اونٹ چلانے والے نے اس طرح سے لیکر گانا شروع کیا۔ کہ اونٹ مست ہو کر تیز چلنے لگے۔ آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا۔ بھائی دیکھو شیشوں کا خیال رکھو۔ کہیں ان کو ٹھیس نہ لگ جائے ؛

مجھے اللہ بچائے گا،

ایک سفر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ کچھ جماعت کے تشریف لے گئے۔ اس علاقہ کے بدو عربوں نے آپ کی خبر سنی۔ تو پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ آپ نے لشکر سمیت ایک پڑاؤ پر مقام کیا۔ اور خود کسی ضرورت کے لئے پڑاؤ سے باہر تشریف لے گئے۔ اتنے میں مینہ برسنے لگا۔ اور آپ کے دونوں کپڑے بھیگ گئے۔ جب بارش تھمی۔ تو آپ نے ان کپڑوں کو خشک ہونے کے لئے درخت پر پھیلا دیا۔ اس وقت ایک شخص نے آپکو اس طرح تنہا بیٹھے دیکھ کر علاقہ کے بدوؤں کے سردار دعثور سے جو بہت بہادر تھا یہ کہا کہ محمدؐ اسوقت اپنے لشکر سے الگ ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ اس سے بہتر موقعہ ان کے قتل کا پھر نہ ملیگا۔ یہ سنکر دعثور نے ایک تیز تلوار اُٹھائی۔ اور گھات لگا کر یک دم پیچھے سے آپکے سر پر جا پہنچا۔ اور تلوار اٹھا کر قتل کرنے سے پہلے یہ کہنے لگا۔ کہ اب بتاؤ محمدؐ! تجھ کو کون بچا سکتا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا۔ اللہ۔ دعثور کا ہاتھ یہ سنکر لرز گیا۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی۔ آنحضرت نے بڑھکر وہ تلوار اُٹھالی۔ اور پھر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ دعثور کے حواس باختہ ہو گئے۔ اور کہنے لگا کوئی نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جاؤ اپنا کام کرو۔ دعثور پر اس بات کا اتنا اثر ہوا۔ کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اور پھر ان کی قوم بھی سب مسلمان ہو گئی ؛

بچوں پر شفقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس رضؓ کے تین بیٹے چھوٹے چھوٹے مدینہ میں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بلایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ جو میرے پاس دوڑ کر پہلے آویگا۔ اس کو یہ چیز دونگا اسپر یہ بچے آپ کے پاس دوڑ دوڑ کر آتے۔ اور آپ کی پشت اور سینہ پر لد جایا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو پیار کرتے۔ اور اپنے ساتھ لپٹا لیا کرتے تھے ؛

رُوح کی حقیقت

مضمون کا عنوان ہی اُس کی نزاکت اور اہمیت پر دلالت کر رہا ہے۔ اس امر کا بیان کہ روح کیا چیز ہے۔ کہاں سے آتی ہے۔ اور کن تغیرات کے بعد انسانی قالب میں داخل ہوتی ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ ایک اتنا لمبا مضمون ہے۔ جو کئی جلدوں میں بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ بہرحال اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ناظرین کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کرونگا۔ احباب سے ملتجی ہوں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح مندرجہ حشیمہ ہدایت پر عمل کرتے ہوئے محض اللہ تعالےٰ سے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مضمون کو مطالعہ فرمائیں ✣

قبل اس کے کہ میں اسلامی تحقیقات مضمون ہذا کے متعلق بیان کروں۔ ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جملہ مذاہب عالم کی تحقیقات کا کچھ حصہ بیان کر دوں۔ تاکہ احباب کو موازنہ کرنے میں آسانی ہو ✣

پارسی مذہب کی تحقیقات روح کے متعلق

پارسی مذہب جس کو پراچین ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اُس کی کتاب "ژند دوستا" جو پہلوی زبان میں تھی۔ مگر اب اکثر گجراتی زبان میں ملتی ہے اس میں جو رُوح کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ وہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ رُوح نورِ الٰہی کا ایک جزو ہے۔ جو اپنے اصل سے علیحدہ کی گئی ہے۔ اُسے کُل کے ساتھ وابستہ ہونے کی زبردست خواہش ہے۔ اور جس قدر آلودگیاں اس دنیوی زندگی میں اس کے ساتھ پیوستہ ہو جاتی ہیں۔ جسم فانی سے علیحدہ ہونے پر یعنی مرنے کے بعد دوزخ کی کٹھالی میں ڈالکر صاف کر دی جائینگی۔ اور جزو کل کے ساتھ جا ملے گی۔ اور اس کی دوزخی زندگی کا زمانہ صرف قیامت تک ہوگا۔ روح کی حقیقت صرف اسی قدر ہے۔ کہ وہ ایک چشمۂ نورانی سے علیحدہ شدہ کرن ہے۔ جو ایک ہوائی وجود سے قالب انسانی میں داخل ہوئی۔ اور ہوائی شکل میں ہی خارج ہو کر اُسے داغ مفارقت دے جائے گی۔ اور بس ✣

ہندو مذہب کی تحقیقات روح کے متعلق

ویدانت مت کی کتب سے رُوح کے متعلق جو کچھ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چیتن (روح) لافانی ہے۔ اس کے اصل کا جاننا غیر ممکن ہے۔ روح نتیہ ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ دائمی ہمیشہ قائم۔ روح غیر منقسم لاثانی ہے۔ انسان جو جیو اور پرکرتی سے مرکب ہے۔ دونوں ہی دائم اور قائم اور غیر پیدا شدہ ہیں۔ دونوں غیر فانی (اناسی) ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ وہ معدوم ہو جائیں۔ ہمیشہ رہتے ہیں۔

(آتم گیان پرکاش ویدانت میگزین بابت ماہ جون ۱۹۲۵ء)

اسی طرح ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۰۲ پر مرقوم ہے۔ کہ جیو یعنی روح قدیم ناپیدا شدہ اور غیر فانی وجود ہے ✣

ہندو مت روح کی حقیقت بتانے میں بالکل خاموش ہے ✣

یہودی مذہب

حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب المسمیٰ بہ پیدائش کے باب اول میں لکھا ہے کہ ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ زمین ویران و سنسان تھی۔ خدا کی رُوح پانیوں پر جنبش کرتی تھی پھر اُجالا ہوا۔ پھر صبح و شام بنے۔ پھر پانی بنے۔ اور فضا بنی۔ نباتات پیدا ہوئے۔ اور حیوانات کا وجود پیدا ہوا۔ اور قسما قسم کے جاندار موجود ہوئے۔ جب زمین کی سب موجودات مشہور ہو گئیں۔ تب خدا نے کہا۔ کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنائیں۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صُورت پر پیدا کیا۔ وغیرہ وغیرہ یہ خلاصہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پہلی کتاب کا جس کا نام ہے پیدائش کی کتاب۔ اب انجیل کو لیں۔ تو وہ اس بارے میں بالکل خاموش ہے ہاں وہ پیدائش کی کتاب کے پہلے باب کی مصدق ہے۔ جس کو کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ گویا یہود اور عیسائی اس بارے میں متفق ہیں

اسلامی تحقیقات رُوح کے بارے میں

یسئلونک عن الرُّوح قل الروح من امر ربی الخ (جزو ۱۵) یہ کلام اُس ہستی کا ہے۔ جو روح کی خالق و مالک ہے۔ چونکہ انسان قلیل الادراک ہستی ہے۔ اور اس کی محدود عقل ایک مقام پر جاکر رہ جاتی ہے۔

اس لئے قرآن کریم کی راہ نمائی کے بغیر انسان کسی بات کی تہ کو نہیں پہونچ سکتا ✣

مذکورہ بالا آیت میں یسئلونک عن الرُّوح کا جواب جو دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ رُوح ایک امر ربی ہے۔ اب ہم قرآن کریم سے ہی سوال کرتے ہیں۔ کہ امر کیا ہے۔ سو ہمیں جواب ملتا ہے۔ کہ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون (پارہ ۲۳) شئے میں ہر ذی رُوح بھی شامل ہے۔ یعنی امر یہ ہے جب ہم کسی چیز کے بنانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اس کے واسطے ہم کہتے ہیں۔ ہو۔ تو وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں لفظ کن امر ربی کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ایک دوسرے مقام پر وارد ہے۔ کہ قل ان الامر کلہ للہ۔ وقال وامرنا واحدۃ۔ الیہ یرجع الامر کلہ۔ امر کے متعلق لغت میں ہے کہ امر لفظ عام للافعال والاقوال کلھا (امر ایک عام لفظ ہے۔ جو افعال اور اقوال کو شامل ہے) تاج العروس میں کن کے متعلق ہے۔ المتکلمون یستعملونہ فی معنی الابداع وکوّن اللہ الاشیاء تکویناً ای اوجدھا ای اخرجھا من العدم الی الوجود۔ یعنی لفظ کن کو متکلم لوگ از سرِ نو پیدا کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ خدا نے چیزوں کو بنایا۔ یعنی ایجاد کیا۔ اور عدم سے وجود میں لایا ✣

اب حسب منطوق مذکورہ بالا یہ ثابت ہو گیا۔ کہ امر کے معنی کُن کے ہیں۔ اور کُن کا لفظ متکلم لوگ از سرِ نو پیدا کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ جو لغت عرب اور محاورہ قرآن کریم سے ثابت ہے چونکہ رُوح امر ربی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قول اور فعل پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے اب ہم یہ ثابت کریں گے۔ کہ امر ربی قولی یا فعلی صورت میں کس طرح روح کی شکل میں ہویدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:- واللہ خلق کل دآبۃ من ماءٍ (پارہ ۱۸) اللہ تعالےٰ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام براہین احمدیہ جلد چہارم کے صفحہ ۲۱۳ پر فرماتے ہیں۔ کہ خلق سے مراد اس فعل سے مراد ہے۔ جب خدا تعالےٰ کسی چیز کو بتوسط اسباب پیدا کرے۔ پانی جس سے ہر ذی روح کی پیدائش ثابت ہے۔ وہ بھی ایک امر ربی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ انسان ماءٍ مھین کی پیدائش ہے پھر فرمایا۔ کہ ان اللہ انزل من السماء ماءً پارہ ۲۲۔ ان آیات سے ثابت ہے کہ امر بشکل ماء زمین کی طرف نزول کرتا ہے۔ پانی کے قطرہ میں وہ تمام خواص موجود ہوتے ہیں۔ جن سے انسانی وجود مرکب ہے۔ وہ ذرات جو بشکل امر انسانی وجود کی بنیاد ہیں۔ وہ بھی آسمان سے آنیوالے ہر قطرہ میں موجود ہوتے ہیں۔ جو بتدریج ترقی کرتے کرتے احسن تقویم بن جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ احسن کل شیءٍ خلقہ پارہ ۲۱۔ مفردات راغب میں ہے۔ الکون یستعملہ بعضھم فی استحالۃ جوھر الی ما ھو اشرف منہ یعنی کون کا استعمال کسی ادنےٰ چیز کے اعلےٰ طرف ترقی کرنے پر ہوتے ہیں۔

اب تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ امر ربی یعنی روح پانی کی شکل میں آسمان سے نازل ہوئی۔ (ان اللہ انزل من السماء پارہ ۲۲) پھر الیٰ بلدٍ میّت فاحیینا بہ الارض بعد موتھا پارہ ۲۲ تحقیق اللہ تعالےٰ نے آسمان سے مردہ زمین کی طرف پانی نازل کیا۔ جس سے اس کی مردگی زندگی سے بدل گئی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ واللہ خلقکم من تراب نیز انا خلقناھم من طین لازب پارہ ۲۳۔ انی خالق بشراً من طین پارہ ۲۳۔ لغت میں لکھا ہے۔ کہ الطین التراب والماء المختلط ویسمی بذالک وان زال عنہ قوۃ الماء۔ یعنی طین کیچڑ کو کہتے ہیں۔ جو کہ مٹی اور پانی ملا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا من طین لازب یعنی لیسدار کیچڑ۔ تراب ایک بیجان اور خشک مادہ تھا۔ اس پر امر ربی کی شکل میں نازل ہوا۔ اور اس میں مختلط ہو گیا۔ اور اس کی حقیقت کو بدل دیا۔ جو طین لازب کے نام سے موسوم ہو گیا۔ اب تراب میں لازب یعنی لیس پیدا ہو گئی۔ جس کو دوسرے معنوں میں روح سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایک مدت تک وہ طین کی شکل میں رہی۔ یہی طین ہے جس میں لازب یعنی لیس کا خمیر امر ربی کی شکل میں موجود تھا۔ اور اس سے انسان کی ابتدا ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ بدأ خلق الانسان من طین پارہ ۲۱۔ اس کے بعد امر ربی مسئلہ ارتقا کے ماتحت ثم جعل نسلہ من سللۃ من ماءٍ مھین مسلسل اس میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ اور وہ امر ربی جو ماء کی شکل میں نازل ہوا تھا۔ مختلف منازل طے کرتا ہوا اسپرمیٹوآز کی شکل میں بین الصلب والترائب کے مقام پر آکر سکونت پذیر ہوا۔ جیسا کہ سورہ والطارق میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:- یخرج من بین الصلب والترائب۔ اب یہ کس طرح آیا سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ انسانی خوراک جس میں یہ مادہ موجود تھا جس کے متعلق ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ کہ ان اللہ انزل من السماء ماءً فاخرجنا بہ ثمرات مختلفاً الوانہ۔

یہ مختلف الوان ثمرات جن پر ہماری زیست کا مدار ہے۔ یہ اسی طین لازب سے پیدا شدہ ہیں۔ جو ماء اور تراب کا ایک مرکب ہے اور جس میں مادہ جبکہ امر ربی موجود تھا۔ ربوبیت تدریجاً ترقی کو چاہتی ہے۔ تراب میں مادہ داخل ہوا جس سے ثمرات مختلفاً الوان پیدا ہوئے۔ جو انسانی خوراک کا ذریعہ ہے۔ اور امر ربی جو طین سے ہوکر ثمرات میں پہنچا تو پھر وہ خوراک کے ذریعہ نطفہ کی شکل میں بین الصلب والترائب تکمیل ہوا۔ علم فزیالوجی کی رو سے ثابت ہے۔ کہ اجزائے معدنی سے مٹی مرکب ہے۔ وہی نطفہ میں موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ نطفہ آئرن میگنز سوڈیم وغیرہ وغیرہ کے اجزاء نطفہ میں پائے جاتے ہیں ؎

یہ مانا جاتا ہے۔ کہ انسان مادہ کی ترقی کا ایک مقام اور ایک شکل ہے۔ گویا زندگی کیا ہے۔ مادہ کی ترقی کا ایک مقام ہے جس کا مقصد اور سبب بقا کی کوشش ہے۔ بقا کے لئے ضروری ہے کہ مادہ سکون کی حالت میں نہ ہو بلکہ حرکت میں ہو۔ اور یہ حرکت کی ہر ترقی کی طرف ہو۔ اسی لئے مانا جاتا ہے کہ ابتدائے عالم میں جب کچھ نہ تھا۔ صرف ذرات ہی موجود تھے اور وہ حرکت میں رہتے تھے۔ کیونکہ بقا کے لئے حرکت کی ضرورت تھی۔ یہ مادہ کی ترقی کا زینہ تھا۔ جب ترقی کی طرف مادہ کی رو چلی۔ مختلف مراتب طے کرنے کے بعد سب سے پہلے نباتات ہوئی۔ جو بین طور پر زندگی کے ظہور کا پہلا درجہ تھا۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واللہ انبتکم من الارض نباتا۔ زندگی کی تعریف یورپ کے مشہور فلاسفر ہربرٹ سپنسر نے یوں کی ہے۔ کہ یہ ایک طاقت ہے۔ جس چیز میں موجود ہو۔ اس کی حالت کو گرد اگرد کی چیزوں آب ہوا اور تمام کائنات کے مطابق رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ زندگی کا مقصد یہی ہے۔ کہ جس چیز میں پائی جائے اس کی بقا کی کوشش کرے۔ اب نباتاتی زندگی ادنیٰ شکل زندگی کی تھی۔ اور اس میں ابھی اتنی طاقت نہ تھی کہ مرکز خاکی کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے کے بغیر زندہ بھی رہ سکے اس لئے مادہ نے اس سے آگے ترقی کی۔ اور حیوانات کی شکل اختیار کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ثم جعلنٰہ نطفۃً ؎

یہ تحقیقات ثابت کرتی ہے۔ کہ وہ اشیاء یعنی ثمرات مختلف الوان جو طین لازب سے پیدا کیا۔ اس مادہ امر ربی کی جزو اعظم موجود ہونے کے علاوہ تراب کے اجزاء بھی شامل ہیں جن کے کھانے پر نطفہ امشاج طیار ہوا۔ اور وہ ماءِ مہین مسلسل طور پر جب رحم کی زمین میں داخل کیا گیا۔ تو اور ماء دم وہ جرثوم جو عورت کی منی میں ہوتے ہیں کے ساتھ شامل ہوکر نطفہ سے مضغہ پھر علقہ پھر عظاماً۔ پھر آخر میں ثم انشانٰہ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین کے ارشاد کے ماتحت نفخ فیہ من روحہ سے ایک چلتا پھرتا انسان بن گیا ؎

یہاں یہ بھی ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر مردہ کو امر ربی ہی زندہ کرتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الذی ارسل الریاح فتثیر سحاباً فسقنٰہ الی بلدٍ میتۃ فاحیینا بہ الارض بعد موتہا۔ پارہ ۲۲۔ تو ارض کا احیاء مار کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اور اس احیاء کا نتیجہ ثم یخرج بہ زرعاً مختلفاً الوانہ ثم یہیج فترٰہ مصفراً ثم یجعلہ حطاماً کی صورت میں ہویدا ہوکر انسانی استعمال میں آکر نطفہ کی شکل میں نمودار ہوا۔ اور پھر رحم کی زمین میں بویا جاکر ۹ ماہ کچھ دن اوپر بتدریج ترقی کرتے کرتے انسانی قالب میں تبدیل ہوا۔ ایک مدت تک اس میں پرورش پاتا رہا۔ اور ترقی کے منازل طے کرتا ہوا اس قالب انسانی کو بھی چھوڑ گیا۔ اور ایک لامحدود ترقی کے میدان میں چھوڑا گیا۔ جس کا تعلق ایک دوسرے مضمون سے ہے ؎

خاکسار محمد عبداللہ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ چھاؤنی نوشہرہ

سندھ میں آریہ پرچارکوں کے لیکچر

۱۱ اگست ساڑھے آٹھ بجے شام آریہ سماج کراچی کی کالج پارٹی کا جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر ہنگوداخی صاحب ایم۔ بی۔ بی ہوا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے کھڑے ہوکر بیان کیا۔ کہ ہم کو چاہیئے کہ اپنی تمامتر طاقت اچھوت ادھار کیطرف لگا دیں۔ اسی میں ہمارا لابھ ہے شدھی کا چکر زور سے چلاؤ۔ ویدوں اور شنی اور پورانی کتابوں وغیرہ کو پڑھتے پڑھتے ہماری زبانیں گھس گئیں۔ اور سنتے سنتے ہمارے کان بہرے ہوگئے۔ مگر کوئی لابھ پراپت نہ ہوا یعنی کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ ۱۹۲۵ء میں جبکہ برہمنی ندی سبھا کی میٹنگ شکارپور سندھ میں ہوئی تھی بیٹھے لکھ کر روانہ کیا تھا۔ کہ اپنی ساری طاقت اچھوت ادھار میں خرچ کرو۔ اور سب تحریکوں کو تیاگ دو۔ اب سندھیا وغیرہ یا ہون کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دنیا کی سیوا کرنا یعنی اچھوت کرنا ہی دھرم ہے۔ اچھوت وہی ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے سیواجی کی مدد کی۔ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی مدد کی۔ اگر آج بھی ہندوؤں کو مسلمانوں یا عیسائیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ تو یہی اچھوت بھائی ہماری سہائیتا یعنی مدد کریں گے۔ تم ان کو جلد از جلد اپنے اندر جذب کرنے کا مادہ پیدا کرو۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اگر کوئی مسلمان شدھ ہوکر آریہ بنتا ہے۔ تو چند ماہ کے اندر ہی اندر وہ پھر مسلمان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہماری جذب کرنیکی طاقت بڑی کمزور ہے۔ یاد رکھو اگر اب بھی تم بیدار نہ ہوئے تو دنیا سے مٹ جاؤ گے۔ دوسرے لوگ اچھوت بھائیوں کو ورغلا رہے ہیں۔ حسن نظامی۔ سر آغا خان مولوی محمد علی۔ شوکت علی عموماً اور احمدی خصوصاً انکو ورغلا رہے ہیں اور انہیں ہندوؤں سے الگ کر رہے ہیں ؎

اس کے بعد برہمنی ندی سبھا پنجاب کے اچھوت ادھار پرچارک دیو راج جی کا لیکچر ہوا۔ جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہندو قوم جسمانی لحاظ سے کمزور ہے وہ غلطی پر ہیں۔ ہم نے راولپنڈی۔ کوہاٹ۔ سہارنپور۔ ملتان کلکتہ میں دوسروں کے ایسے دانت کھٹے کئے تھے۔ کہ تا عمر یاد رکھیں گے۔ جب کراچی۔ بمبئی۔ کلکتہ کی فلک بوس عمارات کو دیکھتا ہوں تو تمام کی تمام ہندوؤں کی ملکیت پاتا ہوں۔ ہم تجارت کرنا خوب جانتے ہیں۔ گورنمنٹ کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۹۲۶ء میں ہندوؤں نے بانوے کروڑ روپیہ صرف گوردواروں اور مندروں میں چڑھاوا چڑھایا۔ وہ قوم جو عیاش نہ۔ گوشت خور مہنتوں کو بانوے کروڑ روپیہ دے سکتی ہے۔ دھرم ادھار پر بہت زیادہ خرچ کر سکتی ہے۔ جن لوگوں کو کمبھ کرن کا میلہ دیکھنے کا اتفاق ہوا وہ خوب جانتے ہیں کہ کئی جگہ پر ساہوکاروں نے لنگر جاری کئے ہوئے تھے جہاں پر لوگ ہزاروں کی تعداد میں بھوجن کرتے تھے۔ تم اچھوتوں سے اس لئے نفرت نہ کرو۔ کہ وہ رذیل کام کرتے ہیں۔

مہاتما گاندھی نے احمد آباد آشرم کے اندر تمام لڑکیوں اور لڑکوں کو حکم دیا ہوا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنا پاخانہ صاف کیا کریں۔ تاکہ بڑے ہوکر وہ خوب تن دہی سے اچھوت پرچار کر سکیں اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا ؎ خاکسار فتح محمد احمدی کراچی

بھٹیاں میں کامیاب جلسہ

بھٹیاں میں رو پڑے ایک مولوی صاحب آئے اور دو دن احمدیت کے خلاف تقریریں کرتے رہے۔ نیز جماعت احمدیہ کو مباحثہ کا چیلنج دیا۔ چنانچہ ان سے مناظرہ کے لئے قادیان سے مولوی محمد عبداللہ صاحب بگوی مولوی فاضل آئے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ احمدی مناظر نے وفات مسیح پر دو دلیلیں پیش کر کے مولوی صاحب کو چیلنج دیا۔ کہ اگر آپ انہیں توڑ دیں۔ تو میں مبلغ پچاس روپیہ انعام دونگا۔ جب صداقت مسیح پر آپ دلائل دینے لگے تو غیر احمدی مولوی نے شور مچایا کہ اس کو کہو کہ لا الٰہ الا اللہ کی نحوی ترکیب عربی میں کرے تب میں اس کے دلائل کو توڑونگا اس پر ہمارے مولوی صاحب نے کہا کہ ترکیب کا متنازعہ فیہ مسائل سے تعلق ہی کیا ہے۔ اور اس طرح میں ہرگز وقت کو ضائع نہیں ہونے دونگا۔ آخر مولوی صاحب بجائے جواب دینے کے تہذیب و شرافت سے بیہودہ خرافات کی طرف متوجہ ہوئے اور مطالبات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر باقی لوگوں نے پیشگوئیوں پر کچھ اعتراض کئے جن کے جوابات مولوی عبداللہ صاحب نے دیئے اور دو بجے شب مجلس ختم ہوئی ؎ خاکسار رحمت اللہ از بھٹیاں

ایک خاتون کے خط کا جواب

ایک خاتون نے مہر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں چٹھی بھیجی۔ لیکن اپنا پتہ صاف نہ لکھا۔ اس لئے اس کا جواب اخبار میں شائع کرایا جاتا ہے:-

حضور نے بعد ملاحظہ فرمایا۔ مہر کا ادا کرنا مومن کا فرض ہے جو رقم خاوند کسی خاص غرض کے لئے دے اور شرط کرے۔ کہ اس میں سے جو رقم بچے۔ وہ میری ہے۔ تو وہ اسکی ہے۔ اور اگر عورت کے اخراجات کے لئے دے۔ اور وہ اس میں سے بچالے۔ تو وہ عورت کی ہوگی ؎

خاکسار

قمر الدین

(انچارج ڈاک از سرینگر کشمیر)

مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانی کا ثبوت

اُن کے ساتھیوں کے افعال سے

۲ر جون کے جلسے کے خلاف اور مستریوں کی دروغگوئی کی حمایت میں پیغامیوں کا پروپیگنڈا کسی شریف انسان سے پوشیدہ نہیں۔ امیر پیغام بلڈنگ کا اس سے انکار مجھے حیرت میں ڈالتا ہے۔ ایک ذمہ دار انسان اور ایک روحانی جماعت رکھنے کا دعویدار اور ایک صریح غلط بیانی ایک افسوسناک امر ہے۔ میں ایک نہایت معمولی بات اس کے خلاف پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کسی پیغامی کو جرأت ہو۔ تو میدان میں آکر اس کی تردید کرے۔

۲ر جون کے جلسے کے لئے میں اپنے دو اور دوستوں کے ہمراہ بازاروں میں اشتہارات چسپاں کر رہا تھا۔ کہ متعدد جگہ پیغامیوں کو اخبار مباہلہ کے گندے اشتہارات چسپاں کرتے دیکھا۔ بابو شاہ عالم صاحب کا حکم تھا۔ کہ ان کے اشتہارات کو پھاڑا نہ جائے۔ کیونکہ یہ ایک ادنیٰ درجہ کی حرکت ہے۔ چنانچہ ہم اشتہارات لگاتے ہوئے نئے بازار میں پہنچے۔ جہاں شیخ قمرالدین صاحب گھڑی ساز کی دوکان ہے۔ ہم نے دوکان کے سامنے ایک بجلی کے کھمبے پر اشتہار لگایا اور ساتھ ہی شیخ صاحب مذکور کو ایک اشتہار میں نے پیش کیا۔ جس کے جواب میں شیخ صاحب بمع اپنے تین لڑکوں کے جو دوکان میں کام کر رہے تھے۔ اپنی چھاتیوں پر گندے اشتہارات لگا کر اس طرح کھڑے ہو گئے۔ جس طرح تھیٹر کے قلی تماشے کے متعلق اشتہارات لگا کر پھرتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ شیخ صاحب اور ان کی صالح اولاد (جس کے وہ بڑے دعویدار ہیں) کی زبان سے ایسے ایسے لفظ نکلے جو ایک شریف انسان اپنے منہ سے کبھی نکالنا گوارا نہ کرے۔ اور پھر بیٹوں کا باپ کے سامنے ایسے نازیبا الفاظ منہ سے نکالنا اور ایسی بیہودہ حرکت کرنا نہایت ہی معیوب امر ہے۔ اس کے بعد چند آدمی اونچی اونچی آواز سنکر دوکان پر آگئے۔ ان کے ہاتھوں میں اشتہار دیدئے گئے۔ اور گندے الفاظ زبان سے علیحدہ کہے گئے۔ کیا ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ دے سکتے تھے۔ اور اینٹ کا جواب پتھر ہے۔ مگر ہر ایک شریف آدمی اپنی عزت رکھنا چاہتا ہے۔ انکی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور شام کو جلسہ نہایت کامیاب ہوا۔ اور ان کے حسد کی آگ خود ان کو جلا کر ٹھنڈی ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک واقف حال از جہلم

بیعت درخواست دُعا

تقریباً دو سال کی تحقیق کے بعد خداوند اقدس نے وہ دن دکھایا۔ جب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سایہ عاطفت کے تلے آؤں۔

بِللہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

راقم تحریر ہذا وہی محمد ابراہیم فیروزی ہے۔ جو سالانہ ۱۹۲۸ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان دارالامان حاضر ہوا تھا۔ اور جس کو حضور قبلہ عالم حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا تھا۔ جب میں قادیان سے واپس آیا۔ تو دل میں خلش اور بے تابیوں کا ایک طوفان لیکر آیا تھا۔ لیکن ان تمام بے قراریوں کو اس لئے دبائے ہوئے تھا۔ کہ تا میرے وہ عزیز و اقربا۔ دوست احباب۔ استاد و پیر جن کا یہ خیال ہے۔ کہ میں ایک غلط راستہ پر گامزن ہوں۔ انہیں موقعہ دوں۔ کہ وہ اپنے دلائل پیش کریں۔ مگر ان کے پاس رکھا ہی کیا ہے۔ آخر آج ۷ ر جولائی ۱۹۲۹ء کی شب کو خدا کے فضل و کرم سے نہایت زور سے ہویدا اور ظاہر ہو گیا۔ راقم عریضہ ہذا محمد ابراہیم فیروزپوری سابق ہیڈ کلرک حال ایڈیٹر آفتاب نہایت صدق دل اور اطمینان قلب سے ملقہ بگوش حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام ربانی و مسیح موعود و مہدی مسعود ہوتا ہے۔ اور اپنی تمام غلطیوں اور لغزشوں اور گناہوں سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے میں نے تبلیغ و اشاعت احمدیت کے لئے ارادہ کر لیا ہے کہ میں اس نعمت کو اپنے دوستوں تک پہنچانے میں اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کروں گا۔ آخر میں تمام احمدی حضرات سے بالعموم اور حضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بالخصوص عرض کروں گا۔ کہ وہ میرے سر پڑے ہوئے ایک ناگہانی مقدمہ میں بریت اور خیر و عافیت کی دعا کریں۔

بندہ چودہری محمد ابراہیم فیروزپوری۔ چھاؤنی فیروزپور۔

ضروری اِعلان

برائے نمائش دستکاری لجنہ اماء اللہ قادیان

محترم خواتین! آپکو معلوم ہے۔ تین سال سے قادیان دارالامان میں بر موقعہ جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے فرمان کے موجب زنانہ نمائش دستکاری ہوتی ہے۔ جس میں اعلیٰ درجہ کا کام کرنیوالی خواتین کو انعام بھی ملتا ہے۔ اس نمائش میں حضور نے نہایت اہم امور کو جماعت کی ترقی اور بہبودی کے لئے مدنظر رکھا ہے۔ اوّل خدمت دین۔ یعنی اس نمائش کی اشیاء کے فروخت سے جو نفع حاصل ہو۔ وہ خدمت دین میں صرف کیا جاتا ہے۔ دوم خواتین کو کام کرنے کا شوق پیدا ہو۔ اور وہ اپنے قیمتی وقت سے فائدہ اٹھانا سیکھیں۔ ہماری احمدی بہنیں جو خدمت دین کی ہر تحریک پر لبیک کہنے میں پیش پیش رہتی ہیں۔ وہ اس نمائش کی تیاری کرنے کے لئے دل و جان سے مستعد ہونگی۔ اور اس نادر موقعہ کو ہرگز ضائع نہ ہونے دینگی۔ سال بھر میں نمائش کے لئے کوئی چیز تیار کر لینا ہنرمند خواتین کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ بہنیں اس زرین موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اور اپنی نمائش دستکاری کو شاندار بنانے کی انتہائی کوشش کریں۔ خود بھی تیاری کریں۔ اور دوسری بہنوں کو بھی پُرزور تحریک کریں۔ تمام مقاموں کی لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری صاحبات کی خدمت میں میری درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے شہر میں اور اپنی لجنہ کی ممبرات میں نمائش کی تیاری کی پُرزور تحریک کریں۔ اور جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ ابھی قائم نہیں ہوئی وہاں کی جماعتوں کے مقامی امراء صاحبان کی خدمت میں بھی میری پُرزور درخواست ہے کہ اپنی جماعت کی خواتین میں نمائش کی تیاری کی ضرور تحریک کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ نمائش میں ہر قسم کی دستکاری کے کام بھیجے جا سکتے ہیں۔ مثلاً سلائی کا کام۔ کڑھائی کا کام۔ تارکشی کا کام اور رنگ کا کام۔ موتیوں کا کام۔ سلمہ کا کام۔ اس کے علاوہ اور بھی جو ہنر بہنیں جانتی ہوں۔ مگر نمائش کے متعلق یہ ضرور مدنظر رکھیں کہ چیزیں عمدہ اور نہایت صفائی اور سلیقہ سے تیار کی ہوئی ہوں اور کارآمد چیزیں ہوں۔ ایسی نہ ہوں۔ جن کو کوئی پسند نہ کرے۔ اور بیکار پڑی رہیں۔ پچھلی نمائشوں کی کئی ایسی چیزیں پڑی ہیں۔ جن کو کوئی خریدتا نہیں۔ اس سے مالکہ کو بھی نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے اصل لاگت واپس لینی ہوتی ہے اور لجنہ کو اپنے پاس سے اصل لاگت دینی پڑتی ہے اس لئے اسے بھی نقصان ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ چیز نہ بک سکے یا بکنے میں دیر ہو جائے۔ تو بنانیوالی خاتون کو یہ اختیار رہتا ہے کہ اس چیز کا جتنا نفع ہو سکتا ہو۔ ہمیں دیکر اپنی چیز واپس منگوا لیں۔ اگر کوئی بہن چاہے۔ تو اصل لاگت کے ساتھ نفع کا تیسرا حصہ بھی لے سکتی ہے۔ تیار شدہ اشیاء یکم دسمبر تک ضرور پہنچ جانی چاہیئیں تاکہ ہمیں انتظام میں دقت نہ ہو انعامی مقابلہ کے فیصلہ کے لئے تمام اشیاء معہ خواتین اور ممبرات لجنہ اماء اللہ کی ایک کمیٹی کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

ارسال کردہ چیز کے ساتھ اپنا نام و پتہ اور اصل لاگت اور اندازہ کے مطابق نفع وغیرہ خوشخط اور صاف تحریر میں ہو۔ اور یہ بھی ساتھ لکھیں۔ کہ وہ جلسہ پر تشریف لائیں گی یا نہیں۔ لاگت اور نفع اپنے اندازہ کے مطابق علیحدہ علیحدہ تحریر ہو۔ پچھلی دفعہ بعض خواتین نے یونہی چیزیں بھیج دی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے اصل و نفع تمام چندہ میں دے دیا تھا۔ مگر پھر بھی اندازہ سے صحیح قیمت لگانی بہت مشکل ہے۔

نمائش میں حصہ لینے والی تمام خواتین کی فہرست اور انعام لینے والی خواتین کے نام اخبار میں شائع کئے جائیں گے۔

منتظمہ نمائش دستکاری:۔
عزیزہ رضیہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب قادیان

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دار البرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ سڑک والے قطعات کی قیمت ۳۰ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی ۲۵ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ اسٹیشن کے بالکل سامنے ہی اور موجودہ قطعات اسٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی۔ اب ایک کنال کی شرط کر دی گئی ہے) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کیساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں۔

خاکسار: میرزا بشیر احمد (ایم اے) قادیان

اعلان اقرار نامہ فروخت مکان

مابانکہ مفتی محمد صادق ولد مفتی عنایت اللہ صاحب مرحوم سکنہ بھیرہ حال سکنہ قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ و مفتی شیخ محمد حسن ولد مفتی محمد عظیم صاحب مرحوم سکنہ بھیرہ ضلع شاہپور کا ہوں۔ جو کہ ایک مکان پختہ دو منزلہ کڑی پوش مملوکہ و مقبوضہ مفتی محمد صادق بلا شراکت غیری واقعہ بھیرہ محلہ مفتیاں والہ ضلع شاہپور جس کا حدود اربعہ یہ ہے :-

غرب متصل مکان احمد الدین حجام یہ دیوار داخل بیع ہے مشرق متصل مکان گوچی چھجرا و حکیم عبد الرشید مرحوم جنوب متصل مکان مظہر دوم مفتی شیخ محمد حسن ہے۔ شمال متصل مکان ہر بھگوان ولد گوردتہ۔ اس کی چھت پر پانی برساتی چوبارہ و سقف نیچے والی کا نکلتا ہے۔ بدستور سابق پانی ہر دو پرنالہ کا اُس کی سقف پر چلتا رہے گا۔ اور دیوار شمال والی داخل بیع ہے۔ اب ہم دونوں نے برضا و رغبت خود اقرار باہم کیا ہے۔ کہ مظہر اول محمد صادق نے یہ اپنا مکان مندرجہ بالا بعوض مبلغ معہ۔ سات سو روپیہ سکہ گورنمنٹ آدھے جس کے ساڑھے تین سو روپیہ ہوتا ہے بدست مظہر دوم مفتی شیخ محمد حسن فروخت کر کے کل سات سو روپیہ زر بیع کا وصول کر لیا ہے۔ اور قبضہ مکان کا حوالہ مشتری مذکور کر دیا ہے۔ اس کے بعد مظہر اول یا کسی وارث مظہر اول کا ہمراہ مکان مبیعہ کے کوئی دعوےٰ دخل نہیں ہوگا۔ چونکہ قیمت مکان بہت زیادہ تھی۔ لیکن مظہر اول مفتی محمد صادق کی یہ خواہش ہے کہ یہ مکان اپنے خاندان میں رہے اس لئے اس قلیل رقم پر راضی ہو کر اپنے بزرگ خاندان مظہر دوم مفتی شیخ محمد حسن کے ہاتھ مکان فروخت کر دیا ہے۔ مفتی شیخ محمد حسن نے اس شرط کو منظور کر لیا ہے۔ کہ یہ مکان اپنے پاس رکھیں گے۔ اور کسی غیر آدمی کے پاس فروخت نہیں کریں گے۔ اگر غیر آدمی کے ہاتھ فروخت کریں۔ تو مظہر اول مفتی محمد صادق اور اس کے وارثان کا حق ہوگا۔ کہ مفتی شیخ محمد حسن یا اس کے ورثاء سے اس سات سو روپیہ کے علاوہ مبلغ عمار پانچصد روپیہ اور وصول کریں۔ کیونکہ اصل قیمت مکان باراں سو روپیہ تھی۔ لہٰذا فریقین کے درمیان یہ معاہدہ روبروئے گواہاں ثبت ہو کر یہ چند الفاظ تحریر کئے گئے۔ تاکہ سند ہو۔

گواہ شد مستری احمد الدین ولد میاں اسمٰعیل ذات نجوعہ سکنہ بھیرہ

العبد :- بقلم خود مفتی شیخ محمد حسن مقر مذکور

گواہ شد۔ میاں غلام محی الدین ولد میاں شمس الدین خواجہ سکنہ بھیرہ۔

گواہ شد :- حکیم امیر احمد قریشی بقلم خود

العبد :- مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ

گواہ شد :- عبد الرؤف بھیروی احمدی سابق ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان بقلم خود

سکنی زمین اندرون قصبہ قادیان

ایک قطعہ تخمیناً اٹھارہ مرلہ جس کے قریباً چاروں طرف کھلے ہیں۔ قابل فروخت ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کر کے قیمت طے کر سکتے ہیں۔

عبد الرحمٰن قادیانی

ہندوستان کی خبریں

——— پشاور ۱۰ اگست۔ تیراہ کے سُنیوں اور شیعوں کا جھگڑا چکانے کے لئے از سر نو کوششیں ہو رہی ہیں۔ دین محمد خیل اور قنبر خیل کے ملکوں نے اس مہم کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور وہ ملا محمود اخونزادہ کے ساتھ مفاہمت کے جدید اصول کے متعلق گفت و شنید کر رہے ہیں ؛

——— احمد آباد ۱۶ اگست۔ جب سے مہاتما جی بمبئی سے تشریف لائے ہیں۔ آپ کو پیچش نے پریشان کر رکھا ہے۔ آپ کا وزن صرف ۸۰ پونڈ رہ گیا ہے۔ کل رات آپ کو ضعف ہو گیا۔ آپ نے کچا کھانا کھانے کا تجربہ ترک کر دیا ہے۔ اور آپ کا علاج ہو رہا ہے۔

——— پشاور ۱۶ اگست۔ کابل سے حال میں جو قافلہ آیا ہے اس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ والئے کابل کا ایجنٹ صوفی غلام رسول طغوی اُس کے پشاوری ایجنٹ امام الدین کے واسطے خطوط اور سونا لا رہا تھا۔ لیکن جب وہ سراچی پہونچا۔ تو چار باغ کے حضرت نے اسے گرفتار کر کے سردار ہاشم خاں کے پاس بھیجدیا ؛

——— پشاور ۱۶ اگست۔ کابل سے آمدہ مسافروں کا بیان ہے۔ کہ شاہ امان اللہ کے بھائی کبیر خان (جنھوں نے سب سے پہلے والئے کابل حال کی اطاعت قبول کی تھی) کو اُس نے قتل کرا دیا ہے ؛

——— دہلی ۱۷ اگست۔ گذشتہ شب کو صدر بازار کی گلی بوجی میں لڑائی ہوئی۔ جس کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ ایک ٹھیکیدار نے اپنی پہلی استری کے ہوتے ہوئے جس کے ایک لڑکا بھی ہے۔ اپنی سالی سے شادی کر لی۔ جس کی بچپن سے اُس نے پرورش کی تھی۔ کل رات کو منوہر لال ٹھیکیدار کی اہلیہ اور ہمسایہ کی عورتوں میں کچھ کہا سنی ہو گئی۔ اور اس عجیب شادی کے متعلق طعنہ زنی بھی ہوئی۔ جس نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ اور رفتہ رفتہ عورتوں سے گذر کر مردوں تک میں زدوکوب کی نوبت پہونچی۔ دونوں فریق کے آدمی زخمی ہوئے۔ گلی میں بھیڑ ہو گئی۔ بلوہ ہو گیا۔ لیکن پولیس موقعہ پر پہونچ گئی۔ اور بھیڑ کو بمشکل تمام منتشر کر دیا۔ دونوں طرف کے چار آدمی جن میں دو مرد اور دو عورتیں ہیں۔ زخمی ہوئے ؛

——— شملہ ۱۶ اگست۔ آج پبلک اکاونٹ کمیٹی کے سامنے نئی دہلی کے اخراجات کے متعلق چیف انجنیر مسٹر راؤ دتہ کی شہادت ہوئی۔ ایڈیٹر جنرل اور ممبران نے تجویز کی۔ کہ آئندہ نئی دہلی کے اخراجات کے بجٹ میں ۲۵ فیصدی کمی کر دیجائے ؛

——— مدراس ۱۶ اگست۔ مدراس پریزیڈنسی میں وائسرائے کے موسم سرما کے دورہ میں کنانور۔ ارناکیولم۔ اور ٹراونکور بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد ۱۰ ستمبر کو آپ مدراس تشریف لائیں گے ؛

——— ۹ اگست کو اودے پور نریش کی سالگرہ منائی گئی تھی۔ اس میں مہاراجہ صاحب نے حسب ذیل مراعات کا اعلان فرمایا:۔ ۱۔ امسال ۵۰ نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے۔ ۲۔ ہر تحصیل میں ایک ڈاکٹر رکھا جائے گا۔ ۳۔ ایک سال کی بقایا مالگذاری معاف کر دی جائے گی۔ ۴۔ ایک میونسپل کمیٹی کا تقرر عمل میں لایا جائے گا ۵۔ جس میں منتخب شدہ اور نامزد شدہ ممبروں کا تقرر ہو گا۔ ۶۔ ایک قانونی کونسل کا انعقاد عمل میں لایا جائے گا۔ جس میں نامزد منتخب شدہ ممبران ہونگے ؛

——— راولپنڈی ۱۷ اگست۔ کل صبح اطلاع موصول ہوئی۔ کہ شیوک کا تودہ پھٹ گیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ طغیانی بڑھتا ہوا ہے جو بجی سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ آگے نکل گئی ہے۔ خبر آئی ہے کہ پچاس فٹ پانی بڑھ گیا ہے۔ وادی سندھ کے باشندوں کو جائے نقل کی سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے تمام حفاظتی تدابیر سے کام لیا جا رہا ہے ؛

——— شملہ ۱۸ اگست جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے آج صبح دریائے سندھ کا پانی ۸ بجے تک ۱۶ فٹ چڑھ گیا تھا ابھی تک برابر چڑھ رہا ہے۔ سندھ کے ڈپٹی کمشنر نے حکومت پنجاب کو تار دیا ہے۔ کہ کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی مویشی ہلاک ہوا ہے۔ مزید اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ نبجی میں دریا کا پانی ۴۴ سے ۴۳ فٹ تک اتر گیا ہے۔ اور ابھی اتر رہا ہے۔

——— شملہ ۱۶ اگست۔ منگلور سے پچیس میل کے فاصلہ پر جنگلا پٹ کے مقام پر ہندوؤں نے چار مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ پولیس نے فوراً جھگڑے کو روک دیا۔ وہاں مزید فوج اور پولیس بھیج دی گئی ہے۔

——— کدا گنگل ۱۷ اگست موسم کی خرابی کے باعث معزول مہاراجہ نابھہ جو یہاں گذشتہ اٹھارہ ماہ سے نظر بند ہیں۔ کھانسی بخار اور دمہ سے بستر علالت پر دراز ہیں۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ مہاراجہ موصوف ایکدم انہی بیماریوں کے شکار ہو گئے ہیں۔ آپ تمام عمر دیسی اطباء سے مشورہ لیتے رہے ہیں۔ لیکن اب کوئی قابل ذکر حکیم روپے کے لالچ یا از راہ محبت یہاں تک نہیں آیا ؛

——— لاہور ۱۸ اگست۔ آج لاہور میں یوم میلاد النبیؐ جو پر عام مسلمانوں نے بدعات اور رسومات سے عموماً پرہیز کیا۔ مسلمانوں کی دوکانیں عام طور پر بند رہیں۔ لیکن بازاروں کی تزئین یا شام کے وقت چراغاں کی بہار اب کے مفقود نظر آتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوم النبیؐ کو احسن طریق سے منانے جانے کی تحریک کا عوام پر اچھا اثر ہو گیا ہے ؛

——— کوئٹہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ قندھار سے جو لوگ حال ہی میں آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ قندھار میں جرنیل نادر خاں کی حمایت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور بچہ سقہ اس سے سخت پریشان اور مضطرب ہو رہا ہے۔ کیونکہ غلزیوں کا ایک اہم فریق جرنیل نادر خاں کا حامی بن گیا ہے۔ ان کا دوسرا فریق جو ابھی تک بچہ سقہ کا طرفدار ہے۔ بہت کمزور ہے۔ اب بچہ سقہ قندھار میں اپنی فوجی طاقت کو زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ غلزیوں کے پاس اسلحہ اور سامان کافی ہے۔ اس لئے وہ فریقین میں سے کسی کے محتاج نہیں ؛

——— سندیلہ ضلع ہردوئی میں لکھنؤ کی ایک طوائف ساکن سندیلہ کی سرپرستی اور صدارت میں مشاعرہ ہوا۔ اس مشاعرہ میں سندیلہ کے نوجوان اور بوڑھے شعرا تک شریک ہوئے ؛

ممالک غیر کی خبریں

——— مکڈن ۱۶ اگست۔ منچوریا کے مغربی حصہ میں چینی اور روسی فوجوں میں جھڑپ ہو گئی ہے۔ تین صد جنگی جہاز دو صد ہوائی جہاز اگن بوٹ اس لڑائی میں کام میں لائے جا رہے ہیں۔ چین کی نیشنلسٹ حکومت نے ساٹھ ہزار فوجی سپاہ سرحد سائبیریا کو روانہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ روسی جہاز دن کو پرے ہٹا دیا گیا ہے۔ اور چھ روسی اور دو چینی ہلاک ہو چکے ہیں ؛

——— امپیریل سوشل ہائی جین کانگرس لنڈن میں پروفیسر ایف۔ اے کریو آف دی یونیورسٹی آف ایڈنبرا نے شادی کی عمر کے متعلق ایک دلچسپ مضمون پڑھا۔ آپ نے اپنے مضمون کے دوران میں فرمایا۔ کہ مختلف ممالک میں شادی کی عمریں مختلف ہیں۔ اس کی وجہ ہر ایک ملک کی آب وہوا اور موسمی حالات ہیں ؛

——— آستانہ ۱۶ اگست۔ عدالت بروسہ نے ایک مقدمہ میں فیصلہ سنایا جس میں الزام اس بات کا تھا۔ کہ عصمت پاشا کی وزارت کو قوت اور زور کے ساتھ الٹ دینے کی سازش کی گئی۔ بعض کو ساڑھے چار سال کی سزا دی گئی ؛

——— طہران ۱۵ اگست۔ اطلاع آئی ہے۔ کہ تجارت محصولات چنگی اور اہلکاروں کے متعلق ایک عارضی عہدنامہ پر حکومت ایران کے نمائندے مسٹر ممیح نے دستخط کر دئیے ہیں ؛

——— لنڈن ۱۷ اگست۔ گذشتہ جمعہ کو بجلی کے تاروں کے آگ لگ جانے سے گیس کے پھٹنے کا ہولناک حادثہ وقوع میں آیا۔ نیوکیسل کے تجارتی مرکز کا بہت بڑا حصہ جل کر راکھ ہو گیا۔ ایک عظیم الشان عمارت جس میں دفتر اور متعدد دکانیں تھیں۔ بالکل تباہ ہو گئی۔ گیس کے دھماکے کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک سطح اکھڑ کر تختہ اینٹوں کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور دیوار کو توڑ کر دوسری طرف نکل گیا۔ ۸ آدمی وہاں ہلاک ہو گئے۔ ایک معصوم بچہ شدید طور پر زخمی ہوا۔ ۱۰ سیکنڈ تک تمام شہر میں اس کے اثرات محسوس ہوتے رہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر یہ حادثہ ذرا آدھ گھنٹہ بعد میں واقعہ ہوتا۔ تو سینکڑوں آدمی لقمہ اجل ہو جاتے ؛

——— سڈنی ۱۵ اگست۔ انگلستان اور آسٹریلیا کے درمیان ابھی تک بے تار برقی ٹیلیفون کے تجربات ہی کئے جا رہے ہیں۔ کہ ایک جہاز کے زخمی نوجوان سپاہی کی خاطر بے تار برقی سلسلہ کو کام میں لایا گیا۔ اس کی ران کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے۔ وہ اس تکلیف میں کراہتے ہوئے ماں! ہائے ماں! کر رہا تھا۔ کہ ہسپتال کے افسروں نے انگلستان کے ساتھ بے تار برقی ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کر دیا۔ اس سپاہی کی ماں نے گوسپورٹ واقعہ انگلستان تک اپنے بیٹے سے گفتگو کی ؛

——— قسطنطنیہ ۔ صبح سے نشان عراقی وزیر متعین ترکی جن کا انتقال انگورہ میں جمعہ کو ہوا تھا۔ قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر ہی گولڈن بازار محلہ ایوب میں دفن کئے گئے ؛

——— المشودی ۱۳ جولائی۔ علاقہ میں چونکہ چیچک پھیلی تھی لہذا حکومت نے ہر شخص کو جبراً تمام اطباء سے ٹیکہ کرایا۔ اس تدبیر سے بیماری کم ہو گئی۔

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)